1

Twenty Six Years of Publication
26
اشاعت کا چھبیسواں سال

Fayzan-E-Ashraf Monthly (January)
جنوری
۲۰۲۶ء

یادگار شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ

فیضانِ اشرف

MADRASA ISLAMIA ARBIA BAITUL ULOOM
SARAIMEER

باقی رسالہ محسن الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبد اللہ صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہٗ سابق ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث مدرسہ ہذا

زیر نگرانی حضرت مولانا شاہ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ و شیخ الحدیث مدرسہ ہذا

مدیر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ مفتی محمد اجود اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم نائب ناظم مدرسہ ہذا

از: مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

09415997184

ضروری اعلان

9451771279

جوحضرات بذریعہ منی آرڈر کسی طرح کی کوئی رقم ارسال کرتے ہیں وہ ڈاک خانہ سے پرنٹ پیپر کی شکل میں آتی ہے جس کی وجہ سے مد کی تعیین نہیں ہو پاتی کہ مدرسہ کی رقم ہے یا فیضانِ اشرف کی رقم ہے، اس لیے موبائل نمبر، خریداری نمبر اور صاف پتہ ضرور درج کرائیں، نیز جن کے ذمہ رسالہ کی رقم بقایہ ہے وہ اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے اول فرصت میں رقم ارسال کر کے ادارہ کو خسارہ سے بچائیں اور رسالہ کی توسیع میں حصہ لے کر مستحق اجر بنیں۔

نوٹ: ضروری معلومات کیلئے رابطہ کریں، اوقاتِ دفتر صبح ۷:۰۰ تا ۱۱:۰۰ شام: ۲:۴۵ تا ۴:۴۵

مرکزی خانقاہ شاہِ ابرارؒ

بیادگار: شیخ المشائخ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری علیہ الرحمۃ

مقامی مجلس دعوۃ الحق پھولپور کا پروگرام حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں ہر جمعرات کو بعد نماز عصر تا عشا منعقد ہوتا ہے، چنانچہ مخصوص لوگوں کی ایک جماعت مقامی باشندوں سے ملاقات کر کے شعائر اسلام پر عمل کرنے کی دعوت دیتی ہے اور بعد نماز مغرب حضرت والا کا ایمان افروز بیان ہونے کے بعد اجتماعی ذکر کی مجلس لگتی ہے پھر دعاء کے بعد قرآن کریم اور اذان و اقامت کی تصحیح کرائی جاتی ہے، نیز سنن نماز، گناہِ کبیرہ، گناہ کے نقصانات اور طاعات کے فوائد بھی یاد کرائے جاتے ہیں اس لیے مسلمانوں کو اس طرح کے پروگرام میں شرکت کرنی چاہیے، خود بھی شریک ہوں اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی شریک کرنے کی کوشش کریں، ان شاء اللہ اس کی برکت سے گھر میں، محلّہ، گاؤں میں امن وامان قائم ہوگا۔

یاد رہے یہ سلسلہ محسن الامت حضرت مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نوراللہ مرقدہٗ کے زمانے سے چلا آرہا ہے، یہ سارے نظام حضرت والاؒ کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہیں۔ بحمد للہ آج بھی مرکزی خانقاہ شاہِ ابرار میں اصلاح نفس کا کام اسی نظم وضبط سے چل رہا ہے اور قریب و دور سے آنے والے متعلقین و مریدین باقاعدہ خانقاہ میں رہ کر اپنے اخلاق کی اصلاح کراتے ہیں۔

قارئین! خانقاہ تو درحقیقت ایک روحانی اسپتال ہے، جس میں بگڑے ہوئے دلوں کی اصلاح ہوتی ہے، ذکر اللہ کے ذریعہ سے مالک حقیقی کی محبت پیدا کی جاتی ہے، برے اخلاق سے دور کر کے اچھے اخلاق اور صفاتِ حمیدہ سے مزین کیا جاتا ہے، انسانیت وغم خواری اور ہمدردی کا سبق پڑھایا جاتا ہے، ہر ایک کے ساتھ خیر خواہی و بھلائی کا جذبہ پیوست کیا جاتا ہے تاکہ ہر گھر میں دین کے پانچوں شعبے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق زندہ ہو جائیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اس خانقاہ کو اور بانیٔ خانقاہ کے فیوض کو تا قیامت جاری وساری فرمائیں اور خانقاہ میں ہمیں بھی وقت لگا کر اپنے اخلاق کی اصلاح کرانے کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

بیادگارِ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہ بانی مدرسہ

جلد (۲۶) شمارہ (۱)

رجب المرجب ۱۴۴۷ھ

دینی، تعلیمی، اخلاقی، تربیتی رسالہ

جنوری ۲۰۲۶ء

ماہنامہ فیضانِ اشرف

بہ فیضِ ۔۔۔ محی السنہ شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی نور اللہ مرقدہ

المدیر (مفتی) محمد اجود اللہ صاحب پھولپوری نائب ناظم مدرسہ ہذا

معاون مدیر مولانا عبد الرشید صاحب مظاہری
9450809804

مجلس مشاورت

مولانا محبوب عالم صاحب قاسمی، مولانا محمد نسیم صاحب معروفی، مفتی محمد شاکر صاحب قاسمی، مولانا محمد الیاس صاحب قاسمی

مولانا عبد الستار صاحب قاسمی، مولانا محمد عاصم کمال اعظمی قاسمی، مولانا عبد الہادی صاحب قاسمی

سالانہ زرتعاون اندرون ملک: ۲۵۰/روپے، خصوصی: ۱۰۰۰/روپے

بیرون ملک: ۲۰/امریکی ڈالر، بنگلہ دیش سے ہندوستانی روپے کے مساوی

از نشریات: مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر اعظم گڈھ یوپی پن کوڈ ۲۷۶۳۰۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینۂ مضامین

(۴)

نمبر شمار	مضامین	اصحاب قلم	صفحہ نمبر
۱	اداریہ: عقیدۂ توحید اور وندے ماترم	المدیر: مفتی محمد اجود اللہ صاحب پھولپوریؔ	۵
۲	علماء کی مجلسیں حصول علم کا ذریعہ ہیں محسن الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہ	از مرکزی خانقاہ شاہ ابرار پھولپور، اعظم گڑھ	۸
۳	ملفوظات محسن الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہ	از مرکزی خانقاہ شاہ ابرار پھولپور، اعظم گڑھ	۱۰
۴	درسِ قرآن کریم	مولانا عبدالستار صاحب قاسمیؔ استاذ مدرسہ ہذا	۱۱
۵	درسِ حدیث شریف	مفتی محمد اجود اللہ صاحب پھولپوریؔ مدیر اعلیٰ	۱۵
۶	آداب مرض وتعزیت	مولانا عبدالرشید صاحب مظاہری استاذ حدیث مدرسہ ہذا	۱۸
۷	آن لائن تجارت اور سرمایہ کاری	مفتی محمد شاکر نثار قاسمی مدنی صاحب استاذ مدرسہ ہذا	۲۱
۸	ضرورت مندوں کی امداد	مولانا محمد عاصم کمال اعظمی قاسمی استاذ مدرسہ ہذا	۲۷
۹	روداد سفر پنجاب ودہلی	مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب قاسمی استاذ مدرسہ ہذا	۳۱
۱۰	آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات	مفتی عبدالہادی صاحب قاسمیؔ اعظمی استاذ مدرسہ ہذا	۳۷
۱۱	روداد ۸۴ رواں جلسہ سالانہ	مولانا اسعد اللہ سہیل الاعظمی استاذ مدرسہ ہذا	۴۱
۱۲	دینی مسائل	مفتی عبدالہادی صاحب قاسمیؔ اعظمی استاذ مدرسہ ہذا	۴۶
۱۳	شب وروز مدرسہ	مولانا محمد ثاقب صاحب قاسمیؔ استاذ مدرسہ ہذا	۴۸

طابع وناشر

مفتی محمد اجود اللہ صاحب پھولپوریؔ نے ہرش آفسٹ پریس روڈ ویز تیراہا (ٹی۔ڈی) کالج جونپور سے طبع کرا کے ''دفتر ماہنامہ فیضان اشرف'' مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائمیر سے شائع کیا۔

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

دفتر فیضان اشرف: 09936136854

اداریہ

المدیر: مفتی محمد اجود اللہ صاحب پھولپوری

عقیدۂ توحید اور وندے ماترم

اسلام کی بنیاد جن عقائد پر قائم ہے، ان میں سب سے بنیادی، مرکزی اور فیصلہ کن عقیدہ توحید ہے۔ توحید کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات، اختیارات اور عبادت میں اکیلا ماننا۔ اسلام میں کسی بھی ایسے قول، عمل یا نظریے کی گنجائش نہیں جو توحید کے اس خالص تصور میں ذرّہ برابر بھی خلل ڈالے۔ ملک عزیز ہندوستان کے سماجی وسیاسی گلیاروں میں آج کل وندے ماترم کے نعرے اور ترانے کو لیکر کافی گہما گہمی ہے، ترانے کے الفاظ ومعانی اور اس کے شرکیہ مفہوم کو لیکر مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان کافی بحث واختلاف پایا جاتا ہے۔ خاص طور پر مسلمانوں کے لیے یہ سوال نہایت اہم ہے کہ وندے ماترم کا مفہوم، پس منظر اور فکری بنیادیں عقیدۂ توحید سے کس حد تک ہم آہنگ یا متصادم ہیں۔

عقیدۂ توحید: اسلامی فکر کی اساس ہے:

عقیدۂ توحید صرف ایک نظری عقیدہ ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی پوری زندگی کا محور ہے۔ قرآنِ کریم میں بار بار اعلان کیا گیا: ''قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَد'': (کہہ دیجئے! وہ اللہ ایک ہے) توحید کا تقاضا یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ کی ہو سجدہ، دعا، نذر و نیاز صرف اللہ کے لیے ہو کسی بھی مخلوق کو الوہیت یا تقدسِ عبادت کا درجہ نہ دیا جائے شرک ہی نہیں شرک کا شائبہ بھی عقیدۂ توحید کیلئے سم قاتل ہے۔ اسلام میں شرک سب سے بڑا گناہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا موت اور شرک کے درمیان موت کا انتخاب مستحسن ہے اسی لیے مسلمان ہر اس چیز سے اجتناب کرتا ہے جس میں شرک کی آمیزش کا اندیشہ ہو، چاہے وہ رسم ہو، نعرہ ہو یا کوئی ثقافتی روایت۔

وندے ماترم ایک سنسکرت ترکیب ہے جس کا لغوی معنی ہے: ''میں ماں کو سجدہ کرتا ہوں'' ''یا'' ماں کی بندگی کرتا ہوں''، یہ ترانہ بنکم چندر چٹرجی کے ناول (۱۸۸۲ء) آنند مٹھ سے لیا گیا ہے، جس میں ملک

ہندوستان کو ایک دیوی کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

آپ اس ترانے کے مکمل اشعار کا جائزہ لیں تو واضح ہوگا کہ اس ترانے میں زمین کو دیوی اور ماں کا درجہ دیا گیا ہے نیز ماں کی عبادت اور بندگی کا تصور بھی اس کے اشعار کا حصہ ہیں تشبیہات اور استعارات میں خالص ہندو مذہبی فکر جھلکتی نظر آتی ہے یہی وہ نکتہ ہے جہاں مسلمانوں کا عقیدۂ توحید سوال کھڑا کرتا ہے۔

اسلام میں سجدہ، بندگی اور عبادت کے الفاظ نہایت واضح اور مخصوص مفہوم رکھتے ہیں ایک مسلمان بطور مسلم ماں، وطن اور اپنے بزرگوں سے محبت تو کرسکتا ہے بوقت ضرورت وطن کے لیے جان تو قربان کرسکتا ہے وطن کی خدمت کو عین عبادت سمجھ سکتا ہے لیکن: ماں کی عبادت نہیں کرسکتا اسے دیوی کا درجہ نہیں دے سکتا وطن کو سجدہ نہیں کرسکتا، بزرگوں کو معبود یا دیوتا نہیں مان سکتا، کسی غیر اللہ کے سامنے بندگی کا اظہار نہیں کرسکتا وندے ماترم کے الفاظ اور اس کے فکری پس منظر میں یہی چیز مسلمان کے لیے قابلِ قبول نہیں بنتی، کیونکہ یہاں محبت نہیں بلکہ عبادت نما اظہار پایا جاتا ہے۔

''قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ'': (کہہ دیجئے! میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے)۔[سورۃ الانعام:۱۶۲]

یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ اسلام وطن سے محبت کے خلاف نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے بارے میں فرمایا کہ اگر مجھے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ جاتا۔ اسلام وطن سے محبت کو فطری جذبہ مانتا ہے وطن کی خدمت کو نیکی قرار دیتا ہے، وطن کے قوانین کی پاسداری کا حکم دیتا ہے، لیکن اسلام ہر محبت کو توحید کے تابع رکھتا ہے جب محبت عبادت کی شکل اختیار کرلے تو وہ توحید سے ٹکرا جاتی ہے۔

ایک بات سمجھنی ضروری ہے کہ وندے ماترم کا مسئلہ صرف جذبات کا مسئلہ نہیں بلکہ عقیدے کا مسئلہ ہے اکثر کہا جاتا ہے کہ وندے ماترم صرف ایک قومی نعرہ ہے، اسے مذہبی رنگ نہ دیا جائے۔ لیکن مسلمان کے لیے مسئلہ نیت سے زیادہ الفاظ اور مفہوم کا ہوتا ہے۔ اسلام میں کلمہ بھی معنی کے ساتھ ہی معتبر ہے الفاظ بھی عقائد کی ترجمانی کرتے ہیں، غیر شعوری شرک سے بچنا بھی ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے۔

اسی لیے علماءِ اسلام نے ہمیشہ یہ موقف اختیار کیا ہے کہ مسلمان قومی یکجہتی کے حامی رہیں گے

وطن کی خدمت کریں گے،قومی ترانے کے دیگر حصوں کا احترام کریں گے لیکن ایسے الفاظ سے اجتناب لازم ہے جو عقیدہ توحید سے متصادم ہوں۔موجودہ دور میں وندے ماترم کو ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے، جہاں عقیدے کے اختلاف کو حب الوطنی اور غداری کا پیمانہ بنالیا گیا ہے۔یہ طرزِ فکر نا صرف مذہبی آزادی کے خلاف ہے بلکہ آئینی اقدار کے منافی اور سماجی ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے والی ہے اس لئے کہ ایک سچا اور جمہوری معاشرہ وہی ہوتا ہے جہاں ہر فرد کو اپنے عقیدے کے مطابق جینے کی آزادی ہو۔

سیاسی بازیگروں کو یہ بات ذہن نشین رکھنی ہوگی کہ عقیدۂ توحید مسلمان کی پہچان اس کی اساس اور قیمتی سرمایہ ہے وہ اس پر کوئی سمجھوتہ نہیں کرسکتا۔اسلئے کہ وندے ماترم کے کچھ الفاظ اور اس کا فکری پس منظر توحید کے خالص تصور سے ہم آہنگ نہیں، اسی لیے مسلمان کا اس سے اجتناب ضد،نفرت یا غداری نہیں بلکہ ایمان کی مجبوری ہے۔یقیناً اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم وطن سے محبت رکھیں،انصاف کے ساتھ کھڑے ہوں،ایک اچھے شہری بنیں،لیکن عقیدۂ سے سمجھوتا نا کریں توحید پر آنچ نہ آنے دیں توحید کے ساتھ وفاداری ہی مسلمان کی اصل حب الوطنی ہے۔

قرآنِ کریم توحید کو دین کی بنیاد قرار دیتا ہے:''وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ'':(تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے،اس کے سوا کوئی معبود نہیں)(سورۃ البقرۃ:۱۶۳)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''حَقُّ اللهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا'': (بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں)۔[صحیح بخاری،صحیح مسلم]

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:''وہ الفاظ جو شرک کا مفہوم رکھتے ہوں،اگرچہ نیت کچھ بھی ہو، ان سے اجتناب واجب ہے۔''''إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ'': (اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے)[سورۃ النساء:۴۸]اسلئے وندے ماترم سے اجتناب حب الوطنی سے انکار نہیں بلکہ اس رب سے وفاداری ہے جس نے وطن بھی دیا اور ایمان بھی۔

☆☆☆

از: مرکزی خانقاہ شاہ ابرار پھولپور اعظم گڑھ

علماء کی مجلسیں حصول علم کا ذریعہ ہیں

بیان: محسن الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوریؒ نوراللہ مرقدہٗ

کلام فی الصلوٰۃ کے مفسد صلوٰۃ ہونے کی حکمت:

اور اس کی مثال میں یہ دیتا ہوں کہ کوئی شخص پانچ پانچ پارے کی تراویح پڑھ رہا ہو، اور ان پانچ پاروں میں بالکل ہی خاموش رہا کسی طرح کا کوئی کلام نہیں کیا لیکن آخر میں صرف ایک جملہ بول دیا، بس پانچ پاروں کی تراویح چل پڑی اور ساری نماز ٹوٹ گئی۔

میرے بھائی! غور کرنے کی بات ہے کہ پانچ پاروں میں کتنے کلمات ہیں اور دیر تک اس نے محنت کی اور کتنی محنت ومشقت برداشت کی لیکن صرف ایک کلمہ ہاں، یا ناء نے ساری نماز پر اور ساری محنت و مشقت پر پانی پھیر دیا، کیوں اس کا راز کیا ہے؟ اس کا راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اب یہ نماز میری نہیں رہی اس میں تو نے اپنا حاشیہ چڑھا دیا، لہذا یہ ختم، اس کو پھینک دو، اس کا راز کیا ہے، اس کا راز یہ ہے کہ انسان کے نفس کی خباثت اس درجہ قوی ہے کہ اس کی آمیزش سے نماز، روزہ، حج اور زکوۃ سب مسترد ہو جاتے ہیں اور پھینکنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

اتباع رسول کے کمالات کی چند مثالیں:

اسی لیے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" یعنی آپ کے جو مخلص متبعین اور مؤمنین ہیں یہ آپ کے لیے بہت کام کی چیز ہیں، چنانچہ غزوہ بدر میں اور دیگر بعض غزوات کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو متبعین تھے وہ تھوڑے بھی ہمیشہ کافی رہے۔

خود حضرات خلفائے راشدین جو چار پانچ آدمی اپنے تھے صرف ان ہی کو دیکھ کر سب لوگ کھسک کر بھاگ جاتے تھے، نیز شیطان حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ کر بھاگ جاتا تھا۔ اوس اور

خزرج کے اتنے بڑے بڑے قبیلے صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کانپ جاتے تھے۔ کیوں، اس کا راز کیا تھا؟ اس کا راز یہ تھا کہ ان کے اندر اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی قسم کی کچھ کمی نہیں تھی، اور اتباع رسول کی وجہ سے یہ کمال اور طاقت تھی کہ سارے لوگ گھبرا جاتے تھے۔

''یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِینَ عَلَى الْقِتَالِ'' کی تفسیر:

میرے دوستو! جب اللہ تعالی نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو یہ بتا دیا کہ میں نے آپ کو جو اپنی محبوبیت دی ہے، اور میرے احکام پر عمل کرنے سے آپ کے اندر، اور آپ کے ماننے والوں کے اندر جو کمال پیدا ہوا ہے، اس کمال کو دیکھتے ہوئے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے کسی بھی طرح گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں، جب میں غالب کرنے والا ہوں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اور آپ کے ماننے والوں کو ایک پر بھی اور ایک لاکھ پر بھی غالب کر دوں گا، میرے لیے یہ سب برابر ہیں، کیوں کہ جب تم نے یہ کرشمہ دیکھ لیا کہ دلوں کی دنیا الٹ پلٹ ہوگئی، اور دلوں کی دنیا کہاں سے کہاں چلی گئی، تو یہ کرشمہ دیکھنے کے بعد اللہ کی قوت کا یقین اور استحضار ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے بھی فرما دیا: '' یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِینَ عَلَى الْقِتَالِ'': یعنی اے نبی جی! مسلمانوں کو قتال اور لڑائی کرنے کا شوق دلائیے اور ان کو کفار کے خلاف ابھارے، کیوں کہ إِنْ یَكُن مِّنكُمْ عِشْرُونَ یعنی اگر لڑنے والے ہیں مسلمان ہوں تو وہ دوسو پر بھی غالب آجائیں گے یعنی لڑنے والے یہ مسلمان اپنے مقابل کے دس گنا پر بھی قابض ہو جائیں گے اور غالب آجائیں گے۔ اور اگر تم ایک سو ہو تو ایک ہزار پر غالب آجاؤ گے اور اس پر قابض ہو جاؤ گے۔

''بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُونَ'' کی تفسیر:

اللہ تعالیٰ نے دس گنا کی قید لگائی ہے، یعنی مسلمانوں کا مقابل اور ان کا دشمن اس سے دس گنا بھی زیادہ ہوگا تب بھی مسلمان ہی غالب آئیں گے اور ان ہی کی فتح ہو گی، کیوں ''بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُونَ'': یعنی یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں، کافر غیر فہیم ہوتے ہیں اور غیر سمجھ دار ہوتے ہیں، کیوں کہ جب اپنے مالک ہی کو نہ پہچان سکے تو پھر سمجھدار کیسے؟

از: مرکزی خانقاہ شاہ ابرار پھولپور، اعظم گڑھ

ملفوظات

محسن الامت حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نوراللہ مرقدہٗ

(۲۶) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رحم وکرم کے بغیر تم الفاظ قرآن کو بول اور پڑھ بھی نہیں سکتے، تو اندازہ لگایئے کہ اللہ کے کلام کا انسان کی زبان سے نکلنا اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

(۲۷) ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم سے محروم کرنا ان کو جہنم میں جانے کا راستہ دکھانا ہے، ہاں اگر اللہ تعالیٰ انھیں اپنے فضل سے بچالیں، تو الگ بات ہے۔

(۲۸) ارشاد فرمایا: اپنے مالک کا، آپ کے نام محبت بھرا پیغام سمجھ کر، کبھی قرآن کریم کو سمجھنے کی کوشش کی؟ اگر ایسا نہیں کیا؛ تو اللہ کی محبت کو آپ نے ٹھکرادیا۔

(۲۹) ارشاد فرمایا: کافروں نے کیا کہا تھا ''لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنَ. الخ'' کہ اس قرآن کو نہ سننا! اگر اس قرآن کو سنو گے؛ تو یہ قرآن دلوں میں سوراخ کردے گا، کیوں کہ اس قرآن میں دلوں کے اندر سوراخ کرنے اور چٹانوں کو ہٹانے کی صلاحیت موجود ہے۔

(۳۰) ارشاد فرمایا: حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ جب مکہ آئے، تو لوگوں نے کہا کہ ہمارے یہاں ایک جادوگر ہے، اس سے دور رہنا! اور کانوں میں انگلیاں ٹھوس کر رکھنا! وہ خود کہتے ہیں کہ ہم نے کئی دنوں تک کان میں روئی ٹھوسے رکھا، ایک دن دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرمارہے ہیں، تو ان کو وہ آواز اچھی لگی، اور کہا کہ یہ کون سی آواز ہے؟ جو میرے کانوں میں گھسی جارہی ہے! اور یہ کہہ کر روئی نکال دی کہ میں تو پڑھا لکھا شاعر ہوں، بھلا بہکانے میں کب آسکتا ہوں؟ اور جب غور سے سنا تو فوراً پکار اٹھے، ''لَيْسَ هٰذَا كَلَامُ الْبَشَرِ'' کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں ہوسکتا، اور حاضر خدمت ہوکر اسلام لے آئے، تو یہ ہے قرآن کی طاقت؛ جس کی تعلیم سے شیطان اور اس کے چیلے ہمیں محروم کرنا چاہتے ہیں۔

مولانا عبدالستار صاحب قاسمی استاذ مدرسہ ہذا

درسِ قرآن کریم

"الحمد لله رب العلمين الرحمٰن الرحيم مالک يوم الدين اياک نعبد وايـاک نستعين": تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے، جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، جو حساب کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں۔

الحمد للہ: حمد اس تعریف کو کہتے ہیں جو اوصاف و کمالاتِ اختیاری پر ہو اور اس کو یعنی بہترین تعریف کہا گیا ہے حمد کی ضد ذَمّ ہے اور لفظِ اللہ رب ذوالجلال کا علَم ہے اور دوسرے اسماء اسکی صفات ہیں اور یہ اسمائے حسنیٰ اسکی ذات بابرکت پر بھی دلالت کرتے ہیں اور اس صفت پر بھی جس سے یہ مشتق ہیں اور لفظِ اللہ تمام اسمائے حسنیٰ پر دلالت کرتا ہے، رب العالمین رب:۔ مالک، پروردگار، حاکم، حاجت رواں کو کہتے ہیں اور اصل میں تربیت کے معنی میں ہے یعنی کسی چیز کو تدریجا آہستہ آہستہ درجہء کمال کو پہونچانا چونکہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقت میں ہر چیز کو پیدا کرنے والے ہیں اور آہستہ آہستہ آخری منزل تک بھی وہی پہونچانے والے ہیں اسی لئے وہ مالک بھی ہیں حاکم بھی ہیں قاضی الحاجات بھی ہیں العالمین جمع ہے عالم کی اور چونکہ خداوند جہاں آفریں کے کمالِ قدرت و جمالِ صنعت کا مظہر ہے اور اسکو دیکھنے سے اس کے بنانے والے کی عظمت وجلالت کا علم حاصل ہوتا ہے اس لئے اسے عالم کہا گیا ہے اور اسکو جمع اس لئے لایا گیا ہے کہ اسکی ہر نوع اپنی جگہ مستقل عالم ہے اور عالم کی دو قسمیں ہیں (۱) عالم کبیر (۲) عالم صغیر عالم کبیر یعنی آسمان اور جو کچھ اسکے احاطے میں ہے اور عالم صغیر انسان ہے جو عالم کبیر کا نمونہ ہے اور ان دونوں قسموں کا مالک اللہ ہی ہے دوسرا کوئی شریک نہیں ہے۔

الرحمٰن: بڑا مہربان: الرحیم کے مقابلہ میں رحمٰن میں وسعت ہے چنانچہ علماء کا قول ہے کہ رحیم میں وہ رحمت ہے جو آخرت میں ہوں اور صرف مؤمنوں کے لئے لیکن رحمٰن میں دنیاوی رحمت مراد ہے جو

مسلم وکافر دونوں کے لئے عام ہے۔

مالک یوم الدین: حساب کے دن کا مالک ہے یعنی قیامت کے دن دنیا کی طرح ظاہری مالک بھی کوئی نہیں ہوگا اس دن ظاہری اور باطنی دونوں اعتبار سے اللہ ہی مالک اور بادشاہ ہوگا اور دنیا کے ظالم و جابر اس کے سامنے ذلیل وخوار نگاہیں پست کئے ہوئے ہونگے اور اپنی شامت کا انتظار کر رہے ہوں گے۔

''ایاک نعبد'' ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرینگے۔ کیونکہ عبادت خضوع اور عاجزی کی وہ انتہائی کیفیت ہے جس کا منشا اور مصدر معبود کی انتہائی عظمت کا اعتقاد اور اس کی بے پناہ طاقت وقدرت کا اعتراف ہو۔ اس کی عظمت وقدرت کے متعلق وہ صرف اتنا جان سکتا ہو کہ وہ اسے ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے لیکن اس کے فہم وادراک کی حدود سے باہر ہے، اور اگر عبادت کی ظاہری صورت اس روح وحقیقت سے خالی ہو تو اسے عبادت نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ انسان کی تصویر کو انسان نہیں کہا جا سکتا۔

اب سمجھنا یہ ہے کہ اللہ تعالی کس بنیاد پر اتنا عظیم سمجھا جائے اور اس کی عبادت کی جائے اور اسی کی عبادت کی جائے ور دوسری کسی ہستی کو اس کے برابر کیوں نہیں لا سکتے۔ تو غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ اللہ کی طاقت وقوت کو سورہ فاتحہ میں ''ایاک نعبد'' سے پہلے جن الفاظ سے اللہ تعالی نے خود بیان فرمایا ہے وہ اسی کا حصہ ہے کوئی دوسرا اس کا شریک بن ہی نہیں سکتا تو عبادت میں کیسے شریک ہوگا مثلا سب سے پہلے اپنا نام اللہ کا تذکرہ فرمایا جس کا مطلب ہے کہ تمام صفات کمالیہ اس میں موجود ہیں اب دنیا میں کتنا بھی تلاش کر لو ایسا کوئی دوسرا ملے گا ہی نہیں جس میں سب کمال پائے جائیں دوسرے نمبر پر رب نام کا تذکرہ فرمایا کہ سب کی ضرورتیں حسب موقع وہی مہیا کرتا ہے بچپن کی جودائی کی بڑھاپے کی زنانے مردانے مختلف اوقات وجنس کے حساب سے ضروریات کی تکمیل وتکفیل وہی کرتا ہے اور یہ بہت موٹی بدیہی چیز ہے۔ کیوں کہ ایک جوان میں شبابی کیفیات کو پیدا کر کے ضروری نتائج کا ظہور کرانا سوائے اللہ کے اور کس کا کام ہوسکتا ہے۔

پھر رحمٰن ورحیم کا تذکرہ ہے کہ اللہ رحمٰن ہے یعنی دنیا میں مختلف دل ودماغ اور الگ الگ عقائد کے لوگ رہتے بستے ہیں کوئی تو مقبول ہے تو دوسرا مردود ہے مگر دنیا مین وہ سب پہ رحم کرتا ہے غصہ میں کسی کی

روزی بند نہیں کرتا ہے وہ حضرت نوح علیہ السلام کو اگر کھلاتا تھا تو مردود قوم کو بھی کھلاتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اگر نوازا تو دشمن خدا نمرود کو بھی نہیں تڑپایا اگر حضرت موسیٰؑ کو اور عیسیٰ علیہما السلام کو کچھ عطا کیا تو یہودیوں کو بھی تنگ نہیں کیا اور پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کو خورد ونوش کی اشیاء فراہم کراتا تھا تو ابوجہل اور اس کے قماش کے لوگوں کو بھی خوب دیتا تھا کیا اور کوئی ایسا ہے جو اپنوں کی طرح اوروں کو بھی کھلی چھوٹ دے اور غیروں کو اپنوں سے زیادہ نوازے بالکل نہیں اس لئے کہا جاتا ہے یکتا اور بے مثل ہے نہ اس کی شان رحمان کو کوئی پاسکتا ہے اور نہ ہی اسکی برابری کوئی کرسکتا ہے۔

پھر فرمایا مالک یوم الدین یعنی قیامت میں وہی مالک رہے گا ظاہر باطن ہر اعتبار سے اور دوسرا کوئی ظاہری اعتبار سے بھی کسی چیز کا مالک نہیں ہوگا اور اسکے علاوہ دماغ دوڑا کر سوچو کہ آسمان کون تھامے ہوئے ہے اور بنایا کس نے تھا پوری کائنات یہی کہے گی کہ سب کے مالک نے بنایا تھا زمین کس نے بنایا اور بچھایا چاند اور سورج کس نے پیدا کیا اور ان کو متعین راستہ پر چلایا اور تھاما کس نے اور یہ دھرتی کون رو کے ہوئے ہے وہ مالک ہی ہے جس کا نام اللہ ہے اور سوچئے کہ آسمان سے آگ پیدا کون کرتا ہے بجلی کون چمکاتا ہے ہوا کس نے پیدا کیا اور پھر اس پر قبضہ کس کا ہے اوپر سے پانی کون برساتا ہے زمین سے پانی نکالنے والا وہی ہے اور پتھر سے پانی نکالنا اور پانی کو پتھر بنانا اللہ ہی کی قدرت ہے پہاڑ بنائے جو چل نہیں سکتے اور نہریں دریا سمندر جو ٹھہر نہیں سکتے اور دیکھئے قارون کو زمین کے اندر کس نے دھنسایا اور حضرت محمد ﷺ کو عرش کی بلندیوں تک کس نے پہونچایا۔ اس خدا نے فرعون کیلئے پانی کو آگ بنایا اور حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر کے ذریعہ سلامتی بنادیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر کو خشک کر دیا اور قوم نوح علیہ السلام کے لیے خشک تنور سے پانی نکال کر پوری دنیا کو غرقاب کر دیا یہ ہیں وہ چیزیں اور کمالات جن کی وجہ سے اللہ کے سوا کسی اور کی پوجا اور عبادت عقل بھی جائز نہیں کہتی اور اللہ کا حکم بھی اجازت نہیں دیتا ہے اس لئے بتایا گیا کہ یہی عقیدہ اور اقرار ہے کہ اے اللہ صرف تیری عبادت کرتے ہیں یہ سر کسی اور کے سامنے نہیں جھک سکتا ہے۔

پھر ارشاد ہے " ایاک نستعین "، یعنی صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں کیونکہ مدد کرنے کی مکمل

طاقت وقدرت تیرے ہی پاس ہے باقی تو سب تیرے ہی محتاج ہیں وہ محتاج دوسرے کی مدد کیسے کر سکتے ہیں اور اگر کچھ کر سکتے ہیں تو وہ بھی تیری اجازت سے اگر کرتو نہ چاہے تو ایک حبہ پھر کوئی مدد نہیں پہونچا سکتا ہے اور یہی بنیادی عقیدہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے قلوب میں بٹھایا تھا۔ایک بار حضرت عبداللہ بن عباس ؓ حضور ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھے تو آپ نے کئی نصیحتیں فرمائیں جن میں یہ فرمان بھی تھا کہ اذا سالت فسال اللہ سوال صر ف اللہ سے کرنا" و اذا استعنت فاستعن باللہ" اور جب مدد مانگنی ہو تو صرف اللہ سے ہی مدد مانگنا۔

اللہ پاک نے عبادت کا تذکرہ مقدم رکھا اور استعانت کا تذکرہ موخر رکھا اس لئے کہ اللہ کی عبادت کروگے اسے پہچانو گے تبھی تو مانگنے کا حوصلہ پیدا ہوگا اور فطری تعلق جو عبادت کے واسطہ سے ہو جاتا ہے اسی کی بنیاد پر ضرورت کے وقت خدا ہی یاد آئے گا اور نادان بندے رب العالمین کو پہچانتے ہیں اور اسکی عبادت نہیں کرتے تو مصائب اور بلایا میں ظاہر بات ہے اسی کو پکاریں گے جس سے تعلق ہوگا کوئی مردہ کو پکارے گا کوئی مورتی کے آگے سر نیاز خم کئے ہوگا۔حاصل یہ ہے کہ مدد تو اس رب سے مانگی جائے گی جس کو پہچان چکے ہیں اور خوش کر چکے ہیں اس لئے فرمایا کہ عبادت کر کے خوش کرو پھر مدد مانگو فوراً مدد آئے گی دیکھئے قرآن پاک ختم کرو پھر دعا کرو قبول ہوگی نماز پڑھو اور دعا مانگو قبول ہوگی سحر میں اٹھ کر عبادت کرو اور دعا کرو قبول ہوگی اللہ سے مانگنے کا طریقہ یہی بتایا گیا ہے کہ پہلے خوش کرو اور مانگو اور خوش کرنے کیلئے اگر کچھ نہیں کر سکے تو اتنا تو کرنا ہی پڑے گا کہ اللہ کی تعریف کرو اور پھر مانگو۔

غزوہ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عاجزی وانکساری کے ساتھ رو رو کر رب کو منایا اور مدد طلب کی اور رب نے مدد فرمادی آسمان سے فرشتے بھیجدئے غزوہ خندق میں اللہ کو منایا مدد مانگی اللہ نے ہوا کی شکل میں مدد فرمادی معلوم ہوا کہ صرف اللہ سے مدد مانگنا نصرف خداوندی کا اصل سبب ہے اور باعث رضائے رب بھی اور یہ بات اپنی جگہ بالکل حق ہے کہ اللہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے اور قدم قدم پر اس کا ساتھ پانے کیلئے اسکو اپنے دل سے اپنانے کیلئے کچھ خاص بندوں کی خدمت میں رہنا ضروری ہے اور تڑپ کے ساتھ رہنا شرط ہے ورنہ سو سال کے بعد بھی بس ایک نظریہ ہوگا کہ اللہ سے مانگا جاتا ہے لیکن حقیقت کا پتہ نہیں مل سکے گا۔

☆☆☆

مفتی محمد اجود اللہ صاحب پھولپوری۔ مدیر اعلیٰ

درسِ حدیث شریف

بے شک! موت ایک اٹل حقیقت ہے اور ہر نفس کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ عقل مند اور کامیاب وہی ہے جو اس عارضی دنیا کو آخرت کی کھیتی بنالے۔ دنیا کی رونقیں چند دن کی ہیں، مگر آخرت کا انجام ہمیشہ ہمیش کیلئے ہے۔ جو شخص اس دنیا میں ایمان، عملِ صالح، صبر، شکر اور تقویٰ کا سرمایہ جمع کرلے، وہی اصل میں سرخرو ہے۔ دنیا کا خسارہ اور نفع وقتی تو ہوسکتا ہے، مگر آخرت کی کامیابی ازلی اور دائمی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ''ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے۔ پھر جس کسی کو دوزخ سے دور ہٹالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا وہ صحیح معنی میں کامیاب ہوگیا، اور یہ دنیوی زندگی تو (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔'' [سورۃ آلِ عمران: ۱۸۵]

اللہ ہم سب کو اس فانی دنیا کی حقیقت کو سمجھنے والا بنائے اور اس فانی دنیا سے ابدی آخرت کے لئے سرمایہ جمع کرنے والا بنائے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي فَقَالَ: كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حياتك لموتك. [رَوَاهُ الْبُخَارِي]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے کندھے سے پکڑ کر فرمایا: ''دنیا میں کسی اجنبی شخص یا کسی راہ گزر کی طرح رہو۔'' اور ابن عمرؓ فرمایا کرتے تھے: جب شام ہو جائے تو صبح کا انتظار نہ کرو، اور جب صبح ہوجائے تو پھر شام کا انتظار نہ کرو، اور صحت میں اپنی بیماری کے لیے

اور اپنی حیات سے اپنی موت کے لیے توشہ حاصل کرو۔[رواہ البخاری]

وَعَن أنس قَالَ: دخل النَّبِي عَلَى شَابٍّ وَهُوَ فِي الْمَوْتِ فَقَالَ: كَيْفَ تجدك؟ قَالَ: أرجو الله يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنِّي أَخَافُ ذُنُوبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَجْتَمِعَانِ فِي قَلْبِ عَبْدٍ فِي مِثْلِ هَذَا الْمَوْطِنِ إِلَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا يَرْجُو وَآمَنَهُ مِمَّا يَخَاف.[رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيث غَرِيب]

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ ایک نوجوان شخص کے پاس گئے جبکہ وہ نزع کی حالت میں تھا، آپ نے فرمایا: ''تم کیسا محسوس کرتے ہو؟'' اس نے عرض کیا، اللہ کے رسول! میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایسے موقع پر کسی بندے کے دل میں دو چیزیں (امید اور خوف) اکٹھی ہو جائیں تو اللہ اسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی وہ امید کرتا ہے اور جس چیز سے وہ ڈر رہا ہوتا ہے اس سے اسے بے خوف کر دیتا ہے۔'' [حسن، رواہ الترمذی وابن ماجہ]

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَمَنَّوُا الْمَوْتَ فَإِنَّ هَوْلَ الْمُطَّلَعِ شَدِيدٌ وَإِنَّ مِنَ السَّعَادَةِ أَنْ يَطُولَ عُمُرُ الْعَبْدِ وَيَرْزُقَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْإِنَابَة .[رَوَاهُ أَحْمد]

ترجمہ: حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موت کی تمنا نہ کرو، کیونکہ مرنے کے بعد کے سماں کی ہولناکی بہت سخت ہے، اور یہ سعادت کی بات ہے کہ بندے کی عمر دراز ہو جائے اور اللہ عزوجل اسے اپنی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔'' [سندہ حسن، رواہ احمد]

وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ بِهِ: (إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ) اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا .فَلَمَّا مَاتَ أَبُو سَلَمَة قَالَت: أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِنْ أَبِي سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللَّهُ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .[رَوَاهُ مُسلم]

ترجمہ: حضرت ام سلمہؓ بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان کسی مصیبت کے

آنے پر اللہ کے حکم کے مطابق یہ دعا پڑھتا ہے: بے شک ہم اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، اے اللہ! میری اس مصیبت پر مجھے اجر وثواب عطا فرما اور مجھے اس سے بہتر بدل عطا فرما۔ تو اللہ اسے اس سے بہتر بدل عطا فرما دیتا ہے۔'' پس جب ابوسلمہؓ فوت ہوئے تو میں نے کہا: ابوسلمہ سے بہتر کون مسلمان شخص ہوگا، یہ وہ پہلا گھرانا ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی، پھر میں وہ دعا پڑھتی رہی تو اللہ نے مجھے بدلے میں رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیے۔ [رواہ مسلم]

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا .قَالَ حَمَّادٌ: فَذَكَرَ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ: وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ: رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَائَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكِ وَعَلَى جَسَدٍ كُنْتِ تُعَمِّرِينَهُ فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ .قَالَ: وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُهُ قَالَ حَمَّادٌ: وَذَكَرَ من نتنها وَذكر لعنها. وَيَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ: رُوحٌ خَبِيثَةٌ جَائَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ فَيُقَالُ: انْطَلِقُوا بِهِ إِلَى آخِرِ الْأَجَلِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَرد رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ريطة كَانَت عَلَيْهِ على أَنفه هَكَذَا.[رَوَاهُ مُسلم]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔'' حماد (راوی) نے بیان کیا ہے، آپ نے اس کی اچھی خوشبو کا ذکر کیا اور کستوری کا ذکر کیا، فرمایا: ''آسمان والے کہتے ہیں، زمین کی طرف سے ایک پاکیزہ روح آئی ہے، اللہ تجھ پر اور اس جسد پر، رحمتیں نازل فرمائے، جس میں تو آباد تھی، اسے اس کے رب کی طرف لے جایا جاتا ہے، پھر وہ فرماتا ہے: اسے آخری اجل (قیامت) تک (اس کے مقام پر) لے چلو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کافر شخص کی روح نکلتی ہے۔'' حماد (راوی) بیان کرتے ہیں آپ نے اس کی بدبو اور لعنت کا ذکر کیا ''تو آسمان والے کہتے ہیں زمین کی طرف سے ایک خبیث روح آئی ہے، تو اس کے متعلق بھی کہا جاتا ہے کہ اسے اس کی آخری اجل تک لے چلو۔'' ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے جسم والے کپڑے کو اس طرح اپنی ناک پر رکھ لیا۔ رواہ مسلم۔

قسط (۴) مولانا عبدالرشید صاحب مظاہری استاذ حدیث مدرسہ ہذا

آداب مرض وتعزیت

اب تک آداب عیادت کا تذکرہ ہوا کہ عیادت کرنے والا کس طرز وانداز سے عیادت کرے۔

اب مریض کے سلسلے میں روایات ذکر کی جاتی ہیں کہ مریض کو کیا طرز وانداز اختیار کرنا چاہیے اور مرض اس کو منجانب اللہ کیا تحفہ دیتا ہے مرض کا نفع کیا ہے مریض کے سامنے اللہ کی رحمتوں اور اس کے انعامات واعزازات دنیاوآخرت کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالے کے ساتھ خوش گمانی، اعتماد اور توکل اور مرض میں صبر واحتساب اور فکر آخرت، تعلق مع اللہ میں اضافہ کیساتھ موت کا شوق، حق تعالے کے قرب کا ذوق اور رب رحیم وکریم کی طرف توجہ اور عنایت اور رجوع الی اللہ، استغفار، یاد خداوندی کی رغبت، خوف ورجاء وگناہوں کے خوف کے ساتھ اللہ کی رحمتوں پر نظر کرتے ہوئے اللہ سے رجا اور امید عفو ودرگذر کا غلبہ اور انشاء اللہ انعامات اخرویہ سے مستفید ہونا ہوتا ہے، ”وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِيَّاكُمْ لِهٰذِهِ الخصَائِلِ الْمَحْمُوْدَةِ“.

مصیبت رحمت الٰہی ہے: مرض سے مومن کو بہت نفع ہوتا ہے:

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ فرمان رسالت مآب نقل کرتے ہیں کہ: مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ: (بخاری شریف: ۴۶۴۵) اللہ جس شخص کو بھلائی پہنچانے کا ارادہ فرماتے ہیں تو اللہ کی طرف سے اس کے لیئے وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی مصیبت گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ مصیبت خواہ تکلیف وبیماری کی شکل میں ہو یا حادثہ اور صدمہ کی شکل میں وہ خدا کے قہر اور عذاب کی ہی شکل میں نہیں آتی بلکہ اللہ تعالیٰ جس پر فضل وکرم کرنا چاہتے ہیں اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتے ہیں بلکہ مصیبت اس کے قلب و دماغ کو مجلی ومصفا کر کے اس کے اندر خیر وبھلائی کے انوار پیدا کر دیتی ہے (مظاہر حق)۔

(۱) پچھلا عنوان بدل دیا گیا ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرمان نبوی نقل کرتے ہیں کہ مومن کی مثال (حالات ومصائب میں) ایسی ہے جیسے سبز اور ہری بھری کھیتی کہ ہوائیں اس کو کبھی جھکاتی ہیں اور کبھی کھڑا کرتی ہیں کبھی ادھر سے جھکورا لیتی ہے کبھی ادھر سے پھر کبھی جھکا دیتی ہے اس طرح (اس پر حالات آتے رہتے ہیں) اور منافق کی مثال صنوبر کے ثابت درخت کی طرح ہے کہ ہواؤں کے چلنے سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ یک بارگی زمین گر پڑتا ہے۔

الغرض مؤمن کی زندگی مصائب وتکلیف و پریشانی میں گزرتی ہے کبھی بیماری کبھی مال وزر کی کمی دنیاوی حوادث وآفات مگر بندۂ مومن انھیں حالات میں صبر ورضا اور ثواب کی امید میں ایام زندگی بسر کرتا رہتا ہے اور آخر میں سعادت اخروی اس کا نصیبہ بنتی ہے۔

اس کے مقابلہ میں منافق جس پر نہ زیادہ مصیبت ہوتی ہے نہ بیماری و پریشانی اور غم وہ بہ ظاہر تندرست وتوانا اور خوش خرم رہتا ہے۔ اس طرح نہ وہ درجہ پاتا ہے جو مومن پالیتا ہے نہ اسے وہ درجہ اور اجر ملتا ہے جو مومن کو اس کے مصائب و پریشانی اور تکلیفوں پر ملتا ہے اور نہ اسے اخروی مرسعادت وثواب میسر ہوتا ہے جو پریشان مومن کے لئے اخروی کامیابی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کے لئے اللہ تعالی کی طرف سے (جنت میں) کوئی مقام ومرتبہ متعین ہو چکا ہے لیکن بندہ اپنے اعمال (میں سستی کی وجہ) سے اس درجہ تک نہیں پہنچ سکتا ہے تو اللہ تعالی جسمانی طور پر یا اس کے مال میں یا اس کی اولاد میں اس کو آزمائش میں ڈال دیتے ہیں پھر اس کو اس پر صبر کی توفیق خود ہی عطا کرتا ہے یہاں تک جو مقام اللہ تعالی نے اس کے واسطے مقدر فرما رکھا ہے اسے اس تک پہنچا دیتا ہے۔

ہم لوگ آج اعمال میں کس قدر سست اور بے فکر ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے کوئی جسمانی بیماری، یا مال و دولت کی کمی، خسارہ، اولاد کی بیماری، وفات پا جانا، اولاد ہی نہ ملنا ہمارے اوپر ڈال دیتے ہیں اور صبر کی توفیق عطا فرما کر مقام رفیع عطا فرماتے ہیں تو غور کا مقام ہے کہ یہ مصیبت ہمارے واسطے نعمت و رحمت اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے یا زحمت ہے ظاہر ہے کہ رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم ہے اللہ تعالیٰ

ہر مسلمان کو فہم سلیم عطا فرمائیں۔

مریض ہو کر مرنا: رسول ﷺ کے زمانہ میں ایک صاحب کی وفات ہوگئی ایک صاحب نے کہا اسے موت مبارک ہو کہ کسی مرض میں مبتلا نہ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تم پر، تمہیں کیا پتہ ہم گر اللہ تعالیٰ اسے کسی مرض میں مبتلا کرتے (پھر موت دیتے) تو وہ مرض اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا۔ (مشکوۃ شریف: ۱۵۷۸، موطا مالک: ۱۶۸۵)

بخار سے گناہوں کی معافی: رسول ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر ہوا تو کسی نے بخار کو برا کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو برا نہ کہو اس واسطے کہ وہ گناہوں کو ایسا صاف کر دیتا ہے جسطرح آگ لوہے سے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔ [ابن ماجہ: ۳۴۶۹]

معلوم ہوا کہ بخار آنے پر شکریہ ادا کرنا چاہئے ناراض نہیں ہونا چاہئے اسی لئے اہل علم نے کہا ہے کہ بلاؤں کا وظیفہ شکر ہے جس طرح عطاؤں کا وظیفہ ذکر ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے مہربانیوں اور باطنی نعمتوں کو متضمن ہے، البتہ اس میں صعوبت و پریشانی ضرور ہے تو کم از کم صبر تو کرے۔ (لمعات التنقیح: ج ۴، ص ۵۸)

مسافر کی موت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کی رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مَوْتُ غُرْبَةٍ شَهَادَةٌ" (مشکوۃ شریف: ۱۵۹۴، ابن ماجہ ۱۶۱۳) مسافرت کی موت شہادت کی موت ہے۔

موت کی تمنا کرنا ناپسندیدہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "لَا يَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَزْدَادَ خَيْراً وَاِمَّا مُسِيئاً فَلَعَلّهٗ اَنْ يَسْتَعْتِبَ" [بخاری شریف: ۵۶۷۳] تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ یا تو وہ (تمنا کرنے والا) نیکوکار ہوگا تو امید ہیکہ (درازی عمر کی وجہ سے) نیک اعمال میں اور بڑھ جائے اور اگر وہ بدکار ہوگا تو شاید وہ توبہ کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل کر لے (اور گزشتہ کا تدارک کر لے اور ظلم و ستم چھوڑ دے)۔

☆☆☆ (باقی آئندہ ان شاء اللہ)

قسط (اول)

مفتی محمد شاکر نثار قاسمی مدنی صاحب استاذ مدرسہ ہذا

آن لائن تجارت اور سرمایہ کاری کی بعض شکلوں کی تنقیح

الحمد لله و كفى، والصلاة والسلام على من لا نبي بعده، وعلى آله وأصحابه البررة، أما بعد!

عصرِ حاضر کا انسان ہر میدان میں ترقی، سہولت، اور تیز رفتاری کی طرف گامزن ہے، خصوصاً معاشی وتجارتی سرگرمیوں میں اس کی کوشش یہ ہے کہ کم وقت میں زیادہ منافع حاصل ہوں، اور کاروبار جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔ انہی ضروریات نے آن لائن تجارت (Electronic Commerce)، اور انٹرنیٹ پر مبنی سرمایہ کاری کی مختلف شکلوں کو فروغ دیا ہے، جن میں عالمی سطح پر ای بے (eBay)، ایمیزون (Amazon)، اور ڈراپ شپنگ (Drop Shipping) جیسے نظام شامل ہیں۔

بلاشبہ یہ جدید طریقہ ہائے تجارت بظاہر نفع بخش، سہل اور مؤثر معلوم ہوتے ہیں؛ مگر شریعتِ مطہرہ صرف نتائج کی نہیں؛ بلکہ ذرائع، وسائل، طریقہ کار اور اصولوں کی بھی نگرانی کرتی ہے، اسلامی فقہ؛ بالخصوص فقہ حنفی میں معاشی وتجارتی احکام کا نہایت وسیع، دقیق اور منضبط نظام موجود ہے، جو ہر دور میں پیدا ہونے والے جدید مسائل کا تشفی بخش حل فراہم کرتا رہا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہر وہ معاملہ جو غرر (غیر یقینی)، جہالت (ابہام)، دھوکہ دہی، سود، ناجائز شرط یا غیر منصفانہ معاہدے پر مبنی ہو، وہ ممنوع اور فاسد شمار ہوتا ہے؛ خواہ وہ معاملہ روایتی منڈی (Conventional Market) میں انجام دیا جائے، یا ڈیجیٹل دنیا (Digital World) میں؛ لہٰذا ان جدید تجارتی طریقوں کا شرعی تجزیہ اور تنقیح نہایت اہمیت کی حامل ہے تاکہ ایک مسلمان اپنی اقتصادی جدوجہد کو نہ صرف دنیوی ترقی، مالی استحکام، اور معاشی خود کفالت کا ذریعہ بنا سکے؛ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ ابدی کامیابی، اخروی سعادت اور سرمدی نجات کا بھی اہل ہو جائے جو ہر مومن کا مقصودِ حقیقی،

اصل متاع اور سرمایہ حیات ہے۔

جمعیت علماء ہند کے زیر انتظام ادارۃ المباحث الفقہیہ کی طرف سے مرتب کردہ زیرِ نظر سوالنامہ کا مقصد بھی یہی ہے کہ آن لائن تجارت اور سرمایہ کاری کی نئی شکلوں کی شرعی حیثیت کو واضح کیا جاسکے۔

لہذا اس مقالہ میں انہی سوالوں کی روشنی میں جدید تجارتی طریقوں کو فقہی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھنے اور حلال وحرام، جائز وناجائز، صحیح وفاسد کی تمیز قائم کرنے کی ایک طالب علمانہ کوشش ہے، دعا ہے کہ رب العزت والجلال صحیح صحیح لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائیں، واللہ ولی التوفیق۔

سوال نمبر(۱) بعض ویب سائٹیں، مثلا: (eBay) ایسی ہیں، جن میں کوئی بھی شخص اپنے سامان کی خرید وفروخت کرسکتا ہے، اس کا طریقہ عموماً یہ ہوتا ہے کہ لوگ ان ویب سائٹس پر آن لائن اپنا اسٹور کھولتے ہیں اور ایمزون اور فلپ کارٹ وغیرہ سے سامان کی تصاویر اور تفصیلات لے کر اس اسٹور میں نمائش کرتے ہیں اور اپنے طور پر اس کی قیمت طے کرتے ہیں، پھر جب کوئی خریدار سامان خریدتا ہے تو اسٹور والا ایمزون وغیرہ سے اپنی رقم سے وہ سامان خرید کر گاہک کے پتے پر بھیج دیتا ہے۔ جس ویب سائٹ پر اسٹور ہوتا ہے، اس کی پالیسی یہ ہوتی ہے کہ جب گاہک کو سامان پہنچ جاتا ہے اور وہ اسے قبول کر لیتا ہے، اس کے بعد ہی اسٹور کھولنے والے کو گاہک کے دئے ہوئے پیسے منتقل کئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایمیزون پر ایک جیکٹ دس ڈالر کی ہے اور زید اسے ویب سائٹ پر کھولے گئے آن لائن اسٹور پر بارہ ڈالر میں رکھتا ہے، ایک گاہک اسٹور پر جا کر جیکٹ کو بارہ ڈالر میں خرید لیتا ہے؛ لیکن زید یہ رقم ویب سائٹ سے اس وقت تک حاصل نہیں کرسکتا جب تک گاہک کو جیکٹ نہ مل جائے؛ بل کہ یہ رقم خریدار کے حقوق کے تحفظ کیلئے اسٹور والی ویب سائٹ کے پاس ہی رہتی ہے، اسٹور والا اسے ایک ہفتہ گزرنے سے پہلے نہیں لے سکتا؛ تاکہ گاہک کو سامان پسند نہ آنے کی صورت میں سامان کو واپس کرنے کا موقع مل جائے۔

تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس طرح معاملہ کرنا شرعا جائز ہے؟ اس معاملے میں (eBay) ویب سائٹ کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ وہ بائع ہے یا دلال؟ اسی طرح اسٹور کھولنے والا کیا بنے گا؟ بائع یا دلال؟ اگر بائع ہو تو اس صورت میں بیع قبل القبض تو لازم نہیں آئے گی؟

جواب: بیع وشراء کے باب میں شریعت اسلامیہ کا یہ اصول ہے کہ کسی بھی منقولی چیز کو خریدنے کے بعد اس پر حسی یا حکمی قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

عن حكيم بن حزام رضي الله عنه قال: قلت: يا رسول الله! الرجل يأتيني ويسألني البيع ليس عندي،أبيعه منه ،أبتاعه له من السوق؟ قال: فقال: لا تبع ما ليس عندك.(سنن النسائي، البيوع/البيع ما ليس عندك، الرقم: ۴۶۱۳، وسنن الترمذي، البيوع/ كراهية بيع ما ليس عندك: الرقم: ۱۲۳۲).

وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه"، قال ابن عباس رضي الله عنهما: وأحسب كل شيء مثله. (صحيح مسلم: الرقم: ۵۲۵۱).

ومن اشترى شيئا مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه حتى يقبضه، لأنه عليه الصلاة والسلام نهٰى عن بيع ما لم يقبض، ولأن فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاك .... ثم علل الحديث (لأن فيه غرر انفساخ العقد) الأول (على اعتبار هلاك المبيع) قبل القبض، فيتبين حينئذٍأنه باع ملك الغير بغير إذنه، وذٰلك مفسد للعقد، وفي الصحاح أنه صلى الله عليه وسلم نهٰى عن بيع الغرر(فتح القدير: ۶/ ۲۱۵).

منها أن يكون موجودًا، فلا ينعقد بيع المعدوم وما له خطر العدم الخ (بدائع الصنائع، البيوع: ۴/ ۳۲۶).

ومنها وهو شرط انعقاد البيع للبائع أن يكون مملوكًا عند البيع، فإن لم يكن لا ينعقد، وإن ملك بعد ذلك بوجه من الوجوه؛ إلا السلم خاصة. (المبسوط للسرخسي: ۱۳/۸).

مذکورہ شرعی اصول کی بنیاد پر(e b a y) ای بے پر اپنا آن لائن اسٹور کھول کر (Amazoon) ایمزون یا(Flip cart) فلپ کارٹ سے اس میں سامان کی تفصیلات اور تصاویر کی نمائش کر کے اپنے یا وکیل کے قبضہ سے خرید وفروخت کرنا شرعا جائز نہیں ہے۔

البتہ اس طرح کے معاملہ کے جواز کی صورتیں درج ذیل ہیں:

نمبر(۱) اسٹور کھولنے والا، کسٹمر سے باقاعدہ خرید وفروخت کا معاملہ کرنے کے بجائے اس سے فروخت کرنے کا وعدہ کرلے، یعنی مثلاً کسٹمر سے یہ کہہ دے یا اپنی ویب سائٹ پر یہ لکھ کر لگادے کہ یہ چیز اتنی قیمت میں آپ کو ملے گی، (اور اس وعدہ کے عوض پیشگی رقم لینا چاہے تو اس کی بھی اجازت ہے)، اس کے بعد اسٹور کھولنے والا کمپنی سے مال خریدنے کے بعد اپنے قبضہ میں لے کر کسٹمر کو فروخت کردے، اور قبضہ کے لیے یہ صورت بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ اسٹور کھولنے والا کسی تیسرے شخص کو اپنا وکیل متعین کردے اور وہ سائل کی طرف سے ایمزون وغیرہ سپلائر کمپنی سے سامان لے لے، اور اس کے بعد کسٹمر تک پہنچادے یا کمپنی کو کہہ دے کہ یہ مال فلاں آدمی کو بھیج دیں۔

نمبر(۲) اسٹور کھولنے والا، سپلائر کمپنی کا کمیشن ایجنٹ بن جائے، اور فی پروڈکٹ اپنا کمیشن رقم یا فیصد میں متعین کرلے، تو اس صورت میں ویب سائٹ پر ان کی اشیاء لگا کر باقاعدہ کسٹمر کو فروخت کرنا اور سپلائر کمپنی سے طے شدہ کمیشن لینا بھی جائز ہوگا، اور آرڈر کے بعد سپلائر کمپنی کا براہ راست کسٹمر کو سامان پہنچادینا بھی کافی ہوگا۔

لہذا ایسی صورت میں ای بے کی حیثیت دلال کی ہوگی اور اسٹور کھولنے والا بائع ہوگا۔ لیکن اس طرح کے معاملات صحیح ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(الف) ویب سائٹ میں نمائش کی جانے والی تصاویر اور ان کی لکھی گئی تفصیلات فروخت کی جانے والی چیزوں کی صفات کے عین مطابق ہونی چاہئے۔

(ب) جو چیزیں فروخت کی جائیں ان کی خرید وفروخت شریعت میں جائز ہو اور ای بے کی پالیسی کی رو سے درست ہو۔

(ج) مبیع اور اس کی قیمت معلوم ہو، ان میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو۔

(د) یہ کہ سونا، چاندی یا کرنسی کی خرید وفروخت ہو تو بیع صرف یعنی ثمن کو ثمن سے بیچنے (Exchange of Money) کے تمام احکام کی رعایت ہو۔

(ہ) سامان پسند نہ آنے پر واپسی کا اختیار ہو۔

فتاوی شامی میں ہے:إذ من شرط المعقود عليه: أن يكون موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم. (رد المحتار، البيوع / بيع الفاسد: ۵/۸۵، ط: سعيد).

تبیین الحقائق میں ہے:قال رحمه الله: (لا بيع المنقول) أي: لا يجوز بيع المنقول قبل القبض؛ لما روينا، ولقوله عليه الصلاة والسلام: "إذا ابتعت طعاما فلا تبعه حتى تستوفيه". رواه مسلم وأحمد، ولأن فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاك قبل القبض؛ لأنه إذا هلك المبيع قبل القبض ينفسخ العقد، فيتبين أنه باع ما لا يملك، والغرر حرام لما روينا. (تبيين الحقائق، كتاب البيوع: ۴/۸۰، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، القاهرة).

ومنها: أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع من المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع. (بدائع الصنائع، البيوع/ في شروط الصحة: ۶/۲۹۵، دار الكتب العلمية، بيروت).

فما اختص باسم الصرف، اختص بشرائط ثلاثة، وجود التقابض من الجانبين جميعًا قبل التفرق بالأبدان، وعدم اشتراط الخيار فيه ... ولا يكون فيه تأجيل. (البناية شرح الهداية، الصرف: ۸/۳۹۳، دارالكتب العلمية، بيروت).

نوٹ: آن لائن خرید وفروخت کرتے ہوئے ''مبیع'' کی تصویر دکھانا بعینہ نمونہ دکھانے کی طرح نہیں ہے،؛ کیونکہ تصویر کسی شئے کی مثل تو ہے، عین نہیں ہے اور مثل عین کا غیر ہے، لہٰذا حقیقتاً مبیع دیکھ لینے کے بعد خریدار کو خیارِ رؤیت حاصل ہوگا۔ اس کی نظیر شامی کا مندرجہ ذیل مسئلہ ہے:

(لا) تحرم (المنظور إلى فرجها الداخل) إذا رآه (من مرآة أو ماء)؛ لأن

المرئي مثاله (بالانعكاس) لا هو. (قوله: لأن المرئي مثاله إلخ) يشير إلى ما في الفتح من الفرق بين الرؤية من الزجاج والمرآة، وبين الرؤية في الماء، ومن الماء حيث قال: كأن العلة والله سبحانه وتعالى أعلم أن المرئي في المرآة مثاله لا هو، وبهذا عللوا الحنث فيما إذا حلف لا ينظر إلى وجه فلان، فنظره فى المرآة أو الماء، وعلى هذا فالتحريم به من وراء الزجاج، بناء على نفوذ البصر منه فيرى نفس المرئي بخلاف المرآة، ومن الماء، وهذا ينفي كون الإبصار من المرآة والماء بواسطة انعكاس الأشعة، وإلا لرآه بعينه بل بانطباع مثل الصورة فيهما، بخلاف المرئى في الماء؛ لأن البصر ينفذ فيه إذا كان صافيًا فيرى نفس ما فيه، وإن كان لا يراه على الوجه الذى هو عليه، ولهذا كان له الخيار إذا اشترى سمكة رآها فى ماء بحيث تؤخذ منه بلا حيلة. اه، وبه يظهر فائدة قول الشارح مثاله، لكنه لا يناسب قول المصنف تبعا للدرر بالانعكاس، ولهذا قال في الفتح: وهذا ينفي إلخ، وقد يجاب بأنه ليس مراد المصنف بالانعكاس البناء على القول بأن الشعاع الخارج من الحدقة الواقع على سطح الصقيل كالمرآة والماء ينعكس من سطح الصقيل إلى المرئى، حتى يلزم أنه يكون المرئى حينئذ حقيقته لا مثاله، وإنما أراد به انعكاس نفس المرئى، وهو المراد بالمثال فيكون مبنيا على القول الآخر ويعبرون عنه بالانطباع، وهو أن المقابل للصقيل تنطبع صورته، ومثاله فيه لا عينه، ويدل عليه تعبير قاضى خان بقوله؛ لأنه لم ير فرجها، وإنما رأى عكس فرجها، فافهم." (رد المحتار، كتاب النكاح، فصل فى المحرمات: ۴۳/۳، ط: سعيد)

(جاری)

☆☆☆

قسط دوم

مولانا محمد عاصم کمال اعظمی، قاسمی استاذ مدرسہ ہذا

ضرورت مندوں کی امداد: سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

قسط اول میں بیان کردہ باتوں سے معلوم ہوا کہ ضرورت مند کون ہے؟ ضرورت مند کی امداد کیوں کی جائے؟ اور اسلام کے نزدیک ضرورت مند کی تعریف اور مصداق کیا ہے؟ اب ہمیں جاننا ہے کہ ضرورت مند کی امداد کیوں کر کی جائے اور کس طرح کی جائے، اور اس کے صلہ اور بدلے میں ہمیں کیا ملنے والا ہے اور یہ کس قدر اہم اور حساس معاملہ ہے؛ تو معلوم ہونا چاہیے کہ اس سلسلہ میں دور رسالت کا مطالعہ اور اس کا جائزہ اصل اور بنیادی امر ہے؛ تاکہ افراط وتفریط کے مابین راہ اعتدال برقرار رہے؛ چنانچہ عہد رسالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کے لیے زندگی کے دو رخ تھے: عہد مکی اور عہد مدنی، مکی دور تنگی، مشکلات، مصائب، مجاہدوں اور مالی ومادی دشواریوں کا دور تھا، جب کہ مدنی دور کسی قدر فتوحات اور نوازش کا دور رہا اور مکہ کے مقابلے میں دفاعی پوزیشن سے اقدامی پوزیشن حاصل ہوئی اور فتح ونصرت کے دروازے کھلے اور انعام واکرام کا معاملہ ہوا، غنیمت، فئی، جزیہ اور صلح کے راستے مالیاتی نظام کی بہتری اور ترقی ہوئی؛ لیکن ان تمام تئیس (۲۳) سالہ عہد میں رحمت عالم اور آپ کے (زمانہ ومابعد زمانہ میں) متبعین نے مال خرچ کرنے اور ضرورت مندوں کی امداد کرنے کے سلسلے میں اسلامی طریقہ کار کو زندہ رکھا اور عملی طور پر اس کی تبلیغ وترویج فرمائی۔

ضرورت مند کی امداد اور ارشادات نبویہ:

اسلام انسانیت پسند اور انسانیت نواز مذہب ہے، اس کی تعلیمات میں کہیں بھی اور کبھی بھی انسانی مفاد اور تعمیر انسانی سے بے رخی نہیں برتی گئی؛ بلکہ بعض مواقع پر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام انسانیت کی خدمت اور انسانوں کی تعمیر وترقی اور اس کے احترام کے لیے ہی آیا ہے اور اس کی تعلیمات کا خلاصہ خدمت انسانی اور امداد انسانی ہے؛ اسی لیے اسلام اور پیغمبر اسلام نے انسانی حقوق کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں

چھوڑا؛ بلکہ ہر فرد بشر کے حقوق اور مراعات بیان کر دی ہیں، چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر فرمایا کہ: اِنَّ اللّٰہَ قَدْأَعْطٰی کُلَّ ذِی حَقٍّ حَقَّہٗ [سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۲۸۷۰] ترجمہ: اللہ تعالی نے ہر حق دار کا حق بیان کر دیا ہے۔

تو یہ کیوں کر ممکن ہے کہ اسلام اور نبی اسلام کی تعلیمات اور ارشادات میں ضرورت مندوں اور احتیاج مندوں کو اہمیت اور توجہ نہ دی گئی ہو؛ چنانچہ ذیل میں ضرورت مندوں کے تعاون اور ان کی خبر گیری کے حوالے سے چند ارشادات پیش کیے جاتے ہیں، جو یہ ظاہر کرتے ہی کہ اسلام اور نبی اسلام نے کس قدر ضرورت مندوں اور حاجت مندوں کا خیال رکھا ہے اور ان کی ضرورتوں اور مسائل کو قابل توجہ گردانا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان سے کوئی دنیوی تکلیف دور کر دے تو اللہ تعالی اس سے روز قیامت کی تکلیف دور کر دے گا اور جو شخص دنیا میں کسی تنگ دست کے ساتھ آسانی اور لین دین میں ڈھیل کا معاملہ کرے اور اس کو سہولت دے تو اللہ تعالی اس کے ساتھ دنیا و آخرت دونوں جہان میں آسانی اور یسر کا معاملہ فرمائیں گے اور جو شخص اس دنیوی زندگی میں کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے تو اللہ تعالی دنیا و آخرت دونوں جہان میں اس کے ساتھ ستاری کا معاملہ فرمائیں گے اور جب کوئی بندہ کسی بندۂ خدا کی مدد میں ہوتا ہے تو جب تک وہ اس کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالی بھی اس خدمت کرنے والے بندے کی مدد میں رہتے ہیں''۔[سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۹۳۰]

اسی طرح عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو دوسروں کے ظلم کا شکار ہونے اور اذیت پہنچنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے اور جو اپنے کسی بھائی کی مدد میں لگتا ہے تو اللہ تعالی اس کی مدد کرتے ہیں اور جو کسی مسلمان سے کوئی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالی اس سے روز قیامت کی تکلیف دور فرمائیں گے اور جو کسی مسلمان کا عیب دیکھ کر اس پر پردہ ڈالے تو اللہ تعالی قیامت میں اس کے ساتھ ستر پوشی کا سلوک فرمائیں گے۔[صحیح البخاری حدیث نمبر: ۲۴۴۲]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی وعملی دونوں طور پر انفاق، امداد، غریبوں کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے اور ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے کے سلسلے میں بے شمار ارشادات صادر فرمائے اور ان کو عملی طور پر کر کے دکھایا؛ چنانچہ زبان رسالت سے حق تعالے کا فرمان اس طرح جاری ہوا ہے: یَـــا ابْـنَ آدَمَ أَنْفِقْ أُنْفِقْ عَلَيْکَ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۳۵۲) اے فرزندان آدم! تم لوگوں اور ضرورت مندوں پر مال خرچ کرو میں تمہارے اوپر مال خرچ کروں گا۔

مسند احمد میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی آئے اور انھوں نے کہا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں پہنچادے تو آپ نے فرمایا: غلام کو آزاد کرو اور اگر اتنی استطاعت نہیں ہے تو بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور پیاسے کو پانی پلاؤ ''فَإِنْ لَمْ تُطِقْ ذَالِکَ فَأَطْعِمِ الْجَائِعَ وَاسْقِ الظَّمْآنَ''. (مشکوۃ المصابیح: ۳۳۸۴)

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ: آگ سے بچو اگر چہ ایک کھجور کی پھانک سے ہی ہو۔ (بخاری: حدیث نمبر: ۶۵۴۰، مسلم حدیث نمبر: ۱۰۱۶)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ ایک صاحب نے سوال کیا کہ: کون سا اسلام بہتر ہے؟ (اسلام کا کون سا عمل ثواب کے اعتبار سے سب سے زیادہ افضل ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کھانا کھلانا'' (متفق علیہ)۔ ایک جگہ بہت تاکید کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خِيَارُكُمْ مَنْ أَطْعَمَ الطَّعَامَ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو کھانا کھلائے (مسند احمد)۔

مسلم شریف کی ایک لمبی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ اللہ تعالی کل روز قیامت فرمائیں گے: اے بندے! میں نے تجھ سے کھانا مانگا؛ مگر تو نے نہیں دیا؟ بندہ کہے گا: پروردگار! آپ تو خود سارے جہان کو پالنے والے ہیں، میں بھلا آپ کو کیا کھلاؤں گا تو باری تعالی کا ارشاد ہوگا: کیا تجھے یاد نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانے کا سوال کیا؛ لیکن تو نے اس کو کھانا نہیں دیا، تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ اگر تو نے اس کو کھانا کھلایا ہوتا تو اس کا اجر وجزا میرے پاس موجود پاتا۔ (صحیح مسلم)

ایک جگہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طَعَامُ الوَاحِدِ یَکْفِی الاثْنَیْنِ، وَطَعَامُ اِلاثْنَیْنِ یَکْفِی الْاَرْبَعَۃَ (مسلم:۲۰۵۹) ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے اور دو کا کھانا چار کے لیے کافی ہے یعنی آپس میں مل جل کر اور دوسروں کو اپنے کھانے میں شریک کر کے کھانا کھانا چاہیے، اس سے برکت ہوتی ہے، ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اسی ضمن میں ضرورت مند بھوکے کی ضرورت بھی پوری ہو جائے گی۔

امداد کی شکلیں:

امداد کا مطلب صرف پیسہ دینا اور مال و دولت سے مدد کرنا نہیں ہے، بلکہ امداد میں ہر وہ خدمت شامل ہے جس کا فائدہ کسی ضرورت مند کو پہنچے اور اس کے کام آئے، نیز اسکے لیے مبتلا بہ کا غریب و نادار ہونا، مفلس محتاج ہونا بھی ضروری نہیں ہے، بلکہ وقتی طور پر کسی ضرورت میں مبتلا ہونا اور کسی کی مدد کا محتاج ہونا کافی ہے؛ لہذا اگر کوئی مال نہ پائے کہ کسی کی ضروت پوری کر سکے یا موقع نہ ہو، یا وہاں مال کی ضرورت نہ ہو تو بھی مدد اور تعاون سے ہاتھ نہ کھینچے اور مدد کا دروازہ بند نہ کرے، بلکہ جو شخص سائل بن کر آئے اور دست سوال دراز کرے، یا کسی کے حاجت مند ہونے کے بارے میں معلوم ہو خواہ وہ فریاد نہ کرے؛ تاہم حتی الوسع کار ثواب سمجھ کر اس کے تعاون کے لیے آگے آئے اور اس کی دست گیری کرے؛ چنانچہ اس سلسلہ میں درج ذیل چند احادیث مبارکہ ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔

حضرت ام بجید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک مسکین میرے دروازے پر کھڑا ہوا اور میرے پاس اس کو دینے کے لئے کچھ نہ ہو! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارے پاس اسے دینے کے لئے بکری کے ایک بھنے ہوئے پائے کے سوا اور کچھ نہ ہو تو وہی اس کے ہاتھ پر رکھ دو۔ (سنن ابوداؤد، حدیث نمبر:۱۶۶۷)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مدد کرنے کے لیے مال و دولت کی فراوانی کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اگر کسی کے مدد کرنے کے لیے بظاہر کوئی بڑی اور اہم چیز یا روپیہ پیسہ نہ ہو تو جو چیز موجود ہو گرچہ وہ معمولی اور کم درجہ ہو تو اس سے مدد کر دینا چاہیے، جہاں تک ہو سکے مدد سے انکار نہ کرنا چاہیے.....(جاری)

☆☆☆

مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب قاسمی استاذ مدرسہ ہذا

روداد سفر پنجاب و دہلی

سفر انسان کی زندگی کا لازمی حصہ ہے، انسان مختلف ضروریات کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا رہتا ہے۔ قرآن کریم نے بھی اہل عرب کے تجارتی سفر کا تذکرہ کیا ہے اور اس بات پر متنبہ کیا کہ جب سفر میں نکلو تو قدرت کے عجائبات اور مناظر میں غور کیا کرو تا کہ تمہیں خالق کائنات کی معرفت اور انقلابات عالم سے عبرت حاصل ہو۔ معلوم یہ ہوا کہ سفر خواہ کسی بھی ضرورت سے ہو مگر عبرت اور نصیحت پذیری کی آنکھ کھلی رہنی چاہیے۔ ایسا ہی ایک سفر پیر و مرشد حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھول پوری کی معیت میں راقم الحروف اور دیگر شرکاء سفر کا ہریانہ، پنجاب اور دلی کی جانب ہوا، ۲۶/ اکتوبر بروز جمعہ بعد نماز عصر حضرت والا کی معیت اور سیاقی میں بندہ، قاری شبیر صاحب مظفر پوری استاد مدرسہ بیت العلوم، ڈاکٹر جنید صاحب سیتاپوری جو کہ اپنی اصلاح کے لیے ۴۰/ دن قیام کی غرض سے خانقاہ میں مقیم تھے اسی طرح اس سفر کے داعی اور محرک اور حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ سے قدیم مخلصانہ تعلق رکھنے والے جناب عارف صاحب ہریانہ پروانچل ایکسپریس سے ہوتے ہوئے لکھنؤ کے لیے روانہ ہوئے۔ مغرب کی نماز پڑھنے کے لئے یہ تجویز سامنے آئی کہ اگر لکھنؤ پہنچ کر پڑھنا چاہیں گے تو قضا ہو سکتی ہے اس لیے یہیں کہیں پڑھ لیا جائے چنانچہ حضرت والا نے اپنے خاص متعلق ڈاکٹر شارم صاحب دوست پور کو فون کیا کہ ہم لوگ آپ کے گھر پر مغرب کی نماز پڑھیں گے۔

ڈاکٹر صاحب کا تعلق حضرت والا سے ہی نہیں بلکہ یہ نسل در نسل کا تعلق ہے جس کا مختصر تذکرہ یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے دادا حکیم عبدالرزاق صاحب مرحوم حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہ سے بیعت تھے اور ان کی دعوت پر حضرت پھول پوریؒ نے دوست پور ضلع سلطان پور میں مدرسہ دعوت الحق کی بنیاد رکھی، پھر ان کے لڑکے حکیم محمد قاسم صاحب حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے، اب ان کے لڑکے ڈاکٹر شارم صاحب حضرت والا دامت برکاتہم سے اصلاحی تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ حکیم عبدالرزاق صاحب سے لے کر اب تک گھر کے اکثر مرد و خواتین بھی داخل سلسلہ رہے، چنانچہ حکیم عبدالرزاق

صاحب کی اہلیہ مرحومہ جن کا ابھی دس روز پہلے ۱۱۰ ربرس کی عمر میں انتقال ہوا وہ حضرت پھولپوریؒ سے بیعت تھیں، پھر حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ سے ان کے بعد حضرت والا سے بھی بیعت ہوئیں، اللہ تعالی اس دیرینہ تعلق کو قائم ودائم رکھے۔ حضرت والا نے ہم لوگوں کو سنایا کہ ۲۰۱۸ء میں میرا روس کا سفر ڈاکٹر صاحب کی تحریک اور دعوت پر ہوا تھا اس وقت یہ وہاں میڈیکل کی تعلیم حاصل کر رہے تھے اور اسی وقت سے اصلاحی تعلق قائم کیا تھا جس کا اثر یہ ہے کہ روس میں شراب وشباب کی ارزانی کے باوجود گناہوں سے محفوظ رہے۔ ہم لوگ وہاں مغرب سے پہلے پہنچ گئے، مختصر عصرانہ کے بعد مغرب کی نماز ادا کی گئی پھر چائے نوشی کر کے آگے چل پڑے۔

لکھنؤ میں حضرت والا سے محبت رکھنے والے شعیب صاحب ہیں جو اس دفعہ سفر عمرہ میں بھی ساتھ تھے، انکی دعوت پر ایک جگہ عشائیہ سے فراغت کے بعد اسٹیشن کے لیے نکل پڑے۔ رات میں 10:25 پر چنڈی گڑھ ایکسپریس سے انبالہ کے لیے جانا تھا۔ ابھی تک یہ قافلہ پانچ افراد پر مشتمل تھا لکھنؤ میں مزید تین افراد شامل ہو گئے ایک مولانا انیس صاحب محمدی لکھیم پور کے مزید مولانا فیضان ومولانا ریان صاحبان لکھیم پوری یہ دونوں حضرات حضرت پھول پوری علیہ الرحمہ کے خلیفہ حضرت حاجی عبدالحافظ صاحب علیہ رحمہ کے پوتے ہیں اس لیے شدید والہانہ تعلق ظاہر ہے۔ اب آٹھ نفری قافلہ ہوا اور ساری ٹکٹیں کنفرم نہیں تھیں بلکہ صرف دو ٹکٹ کنفرم تھی اور باقی چھ ٹکٹیں RAC تھیں۔ چنانچہ مولانا ریان صاحب حضرت کے ساتھ کنفرم سیٹ والی بوگی میں چلے گئے اور ہم چھ افراد ایک سیٹ پر دو دو کر کے براجمان ہو گئے، گویا یہ شعر پڑھتے ہوئے ہنسی خوشی پوری رات گزار دی۔

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب نبھے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

یقیناً حضرت والا کو بھی ہماری اس ظاہری پریشانی سے قلبی پریشانی تھی۔ اسی لیے صبح ہوتے ہی مجھے فون کیا کہ آپ لوگ کیسے ہیں رات کیسی گزری۔ نیند کم آنے کی وجہ سے تھکان اور سستی سے انکار تو نہیں البتہ ایک تو اس قیمتی سفر کا احساس پھر حضرت والا کی مزاج پرسی کے بعد ساری تکلیف یکلخت کافور ہو گئی اور میں نے عرض کیا کہ حضرت ماشاءاللہ، رات بہت اچھی گزری۔ حضرت بھی دل میں کہہ رہے ہوں گے کہ۔

مجھ کو دیکھے سے آجاتی ہے منہ پہ رونق
میں سمجھتا ہوں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

بہر حال صبح ساڑھے نو بجے گاڑی انبالہ اسٹیشن پر پہنچی، وہاں دلی سے آئے ہوئے حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ اور حضرت والا سے بہت خاص عقیدت ومحبت رکھنے والے حاجی سلیم صاحب دہلوی اور دیگر افراد جن میں جالندھر کے کچھ میزبان حضرات بھی تھے چند گاڑیوں کے ساتھ استقبال میں موجود تھے ان کے ساتھ چار گاڑیوں پر مشتمل یہ قافلہ براس کی جانب روانہ ہوا۔

درمیان میں ایک جگہ ناشتہ ہوا اور تقریبا ۱۲/ بجے یہ قافلہ براس پہنچا جہاں مشہور قول کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کی نو قبریں ہیں، اس کے ثبوت میں کوئی مستند قول تو نہیں، البتہ مجدد الف ثانی سید احمد سرہندی علیہ الرحمہ کا کشف منقول ہے۔ یہ قبریں خوبصورت سفید پتھر سے احاطہ کی گئی ہیں، لمبائی میں قد آدم کی دوگنی ہیں، اس انداز سے کہ جس دور کے انبیاء کی قبریں ہیں ان کا قد اسی قدر رہوا کرتا تھا، عجیب سکون اور روحانیت کا ماحول تھا کسی قبر پر کسی نبی کا نام نہیں لکھا ہوا تھا اور یہ ممکن بھی نہیں اس لیے کہ امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قبر مبارک کے علاوہ کسی اور نبی کی قبر متعین طور پر کسی کو نہیں معلوم۔

اس مقبرہ کے متصل ایک مدرسہ اور مسجد بنام مسجد مقبرۃ أنبیاء بھی ہے وہاں کے ذمہ دار نے حضرت کے آرام کے لیے مدرسے کی آفس جس میں AC لگی ہوئی تھی کھولنے کی مہربانی کی، حضرت اس میں آرام فرما ہوئے اور ہم رفقائے سفر بھی اپنی اپنی جگہ لے کر تھوڑی دیر آرام کے لیے لیٹ گئے۔

وہاں کی ایک لیڈیز DSP کو ایک روز قبل معلوم ہوا تھا کہ یہاں ایک بزرگ آنے والے ہیں وہ سادہ مردانہ لباس میں ملبوس پہلے ہی سے منتظر تھی تھوڑی دیر کے بعد حضرت کے پاس آئی، اول وہلہ میں ہم نے اس کو مرد ہی سمجھا پھر اس نے اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ میرا شوہر SP ہے اور اسے بلڈ کینسر ہو چکا ہے آپ اس کی صحت کے لیے اور ہمارے لیے بھی دعا کریں حضرت نے اس کے لیے دعا فرمائی، وہ اس ملاقات سے بہت متاثر اور متشکر تھی ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد مدرسے کے ذمہ دار مولانا توصیف صاحب نے بہترین کھانا سے ضیافت کی اللہ تعالی انہیں اس محبت کا جزا بدلہ عطا فرمائے۔

کھانے سے فراغت کے بعد یہ قافلہ سرہند کی جانب روانہ ہوا، تقریباً ۴۵/ منٹ کے بعد ہم لوگ سرہند میں داخل ہوئے اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دی۔ جی ہاں! یہ وہی مزار ہے جہاں دریائے نور نبوت سے نکلا ہوا وہ چشمہ ہے جس کے صاف شفاف ایمانی وعرفانی آب زلال سے ملت اسلامیہ

ہندکواس سرنوسیرابی حاصل ہوئی، اکبراور جہانگیر کے دور میں ہندوستان میں اسلامی عقائداور نظریات یکسر تبدیل کر دیئے گئے تھے، اکبر نے اپنی گمراہی اور انحراف سے رفتہ رفتہ نبوت کے ختم ہونے اور فیضان نبوت کے ایک ہزار سال پر موقوف ہو جانے کا اور اپنی خود ساختہ نبوت کے جاری ہونے کا صراحتاً یا دلالتہ دعویٰ کیا، اس کی اس گمراہی پر کچھ درباری دین فروش اور محض نام کے علماء نے بھرپور کام کیا ارکان سلطنت کے اندر اور پورے ملک میں پھیلی ہوئی اس گمراہی کا مقابلہ کرنے کے لیے تن تنہا علم وعمل کی یہ جامع شخصیت نبرد آزما ہوئی، قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں، مشکلات زندگی کی ہر ایک نوع کو سینے سے لگایا، مگر پائے استقامت میں ذرا بھی جنبش نہیں آئی۔ تفصیلی حالات کے لیے مولانا محمد منظور نعمانی کی کتاب تذکرہ مجدد الف ثانی اور تاریخ دعوت وعزیمت مؤلفہ مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی قدس اللہ اسرارہما کا مطالعہ مفید ہوگا۔

اس موقع پر شاعر مشرق علامہ اقبال کی نظم بھی پڑھتے چلئے۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر — وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے — اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے — جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

جب مزار کی سرحد میں ہم لوگ داخل ہوئے تو مولانا قاسم صاحب مالیئر کوٹلہ پہلے سے ہمارے منتظر تھے مولانا موصوف جن کی عمر اس وقت ۸۰/ تک پہنچ رہی ہے، مدرسہ بیت العلوم کے سابق متعلم اور حفظ کے استاد بھی رہ چکے ہیں مدرسہ سے ان کو محبت وعقیدت کا گہرا تعلق ہے، اسی محبت کی بنیاد پر جب انہیں معلوم ہوا کہ اس مدرسے کے ناظم اعلی وشیخ الحدیث تشریف لا رہے ہیں تو سراپا شوق بن کر ملاقات کے منتظر تھے انہوں نے ہم سب کو مزار کے تمام قبروں کی زیارت اور اہل قبور کا مختصر تعارف کرایا، مجدد الف ثانیؒ کی وہ پختہ قبر جو گنبد کے نیچے ہے جہاں عام طور سے لوگ حاضر ہوتے ہیں وہ اصل قبر کی چھت پر قبر نما بنائی گئی ہے اصل قبر تک پہنچنے کے لیے مسجد کے مشرقی جانب ایک زینہ ہے جو مقفل رہتا ہے اور وہاں تک جانے کی عام اجازت نہیں ہوتی، مزار کے متولی صاحب سے میزبانوں نے حضرت والا کے لیے اصل قبر شریف پر حاضری کے لیے اجازت لے لی تھی، چنانچہ وہ دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت ایک شخص کے ساتھ اندر تشریف لے گئے مگر وہ صاحب بھی

ناواقف تھے اس لیے اصل قبر مبارک کا دیدار نہ ہوسکا اور یہ حسرت دل ہی میں رہ گئی۔اس جگہ پر بھی حاضری ہوئی جہاں ہمارے اکابر مثلاً حضرت ہردوئی شیخ زکریا اور مولانا علی میاں ندوی رحمہم اللہ تعالی مراقب ہوا کرتے تھے اس جگہ پر اب ایک ٹیم کا شیڈ پڑا ہوا ہے۔ظاہری و باطنی برکات کے اس جمگھٹے سے نکل کر ہم لوگ جالندھر کے لئے روانہ ہوگئے۔

لال مسجد اشوک نگر جالندھر میں بعد نماز مغرب حضرت والا کا بیان طے تھا آیت کریمہ " وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ" پڑھ کر وعظ فرمایا جس میں لوگوں کو من چاہی معاشرت اور نفس پرستی والی طرز زندگی چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سنت طرز معاشرت اور شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی نصیحت فرمائی دوران وعظ سامعین پر ایک اچھا اثر تھا اس لیے کہ جو باتیں تھیں وہ ع "از دل خیزد بر دل ریزد" کا مصداق تھیں اس سفر میں متعدد بیانات ہوئے ہر ایک میں قدر مشترک یہ چیز نظر آئی کہ عوام الناس کی اصلاح اور ان کے اندر دینی جذبہ پیدا کرنے کا جو طریقہ محسن الامت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری نور اللہ مرقدہ کا تھا ہو بہو وہی شفقت علی الخلق والا انداز حضرت والا کا بھی نظر آیا۔

نہایت محبت اور ملاطفت سے ہر چھوٹے بڑے امیر غریب مالدار اور مزدور کو عزت و احترام دینا ہر ایک حاجت مند اور طالب کی طرف پوری توجہ دینا یہی وہ اوصاف حسنہ ہیں جو عوام الناس کو علماء و مشائخ کے قریب کر کے انہیں دین کا خوگر بناتے ہیں۔

بیان کے بعد اس سفر کے اصل داعی اور محرک عارف بھائی کے بہنوئی عبداللہ بھائی کے گھر پہ طعام اور شب میں قیام تھا۔علی الصباح ناشتہ سے فراغت کے بعد مدرسہ فلاح دارین غوث پور ضلع لدھیانہ ہماری اگلی منزل تھی اس مدرسے کی بنیاد 2022ء میں حضرت والا کے ہاتھوں سے رکھی گئی تھی اور اب اس قلیل مدت میں مکمل مدرسہ بن کر تیار تھا جہاں تقریباً 40 طلبہ نورانی قاعدہ ناظرہ قران اور حفظ کی تعلیم حاصل کرتے ہیں،اسی طرح انگریزی زبان میں دینیات بھی پڑھتے ہیں جس میں احادیث وغیرہ کا اردو اور انگریزی زبان میں ترجمہ یاد کرایا جاتا ہے،اسی مدرسے میں ایک بڑا کمرہ خانقاہ کے لیے مختص ہے جس کا نام ذمہ دار حضرات نے اپنے شیخ حضرت والا کے نام پر "خانقاہ احمدیہ" تجویز کیا وہاں ذکر کی مجلس ہوئی،حضرت والا نے دوازدہ تسبیح کا تعارف کرایا اور اس کا مختصر حصہ ذکر کرنے کی تلقین کیا فرمائی،حاضرین نے ذکر کیا پھر حضرت والا نے

دعا فرمائی۔ آئیندہ کے لیے ہر جمعہ کو بعد نماز فجر مجلس ذکر قائم کرنے کا نظام جاری ہے اللہ تعالی اس خانقاہی نظام کو مزید ترقی دے اور بابرکت بنائے۔

یہاں سے فارغ ہو کر مدرسہ کے ذمہ داروں میں سے حاجی فرقان صاحب ہیں ان کے مکان پر دوپہر کا طعام اور مختصر قیلولہ ہوا۔ بعد نماز ظہر ہم لوگ بنجو کی خورد ضلع مالیر کوٹلہ کے لیے روانہ ہوئے، عصر کے وقت یہ قافلہ مدرسہ امداد العلوم بنجو کی خورد پہنچا، یہ مدرسہ راقم الحروف کے رفیق درس جناب مفتی محمد اختر صاحب مرحوم کا قائم کیا ہوا ہے، اس کی بنیاد حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ نے رکھی ہے مفتی صاحب مرحوم نے سن 2010 میں مدرسہ بیت العلوم سرائمیر سے افتاء کیا اور حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ سے بیت ہوے کچھ عرصہ بعد حضرت کے مجاز صحبت بھی ہو گئے تھے۔ نہایت خلیق نیک طبیعت کم گو اور حلیم انسان تھے، انہوں نے اپنی ذاتی زمین پر اپنے بھائی مفتی عبد الغفار صاحب کی معاونت سے یہ مدرسہ قائم کیا گزشتہ سال ششماہی تعطیل کے موقع پر بندہ احباب کے ساتھ بغرض تفریح ادھر سے ہو کر کشمیر کو گیا تھا، یہاں مفتی صاحب سے خوشگوار ملاقات بھی رہی اور گزشتہ سال میں حج کی دولت بھی میسر ہوئی، پھر غالبا ماہ رجب میں عمرہ کے لیے تشریف لے گئے اور بیت اللہ کی زیارت کے بعد رب البیت کے حضور چلے گئے ''رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ''۔ مفتی صاحب موصوف نے حضرت محسن الامت علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد حضرت والا سے اصلاحی تعلق قائم کیا تھا اور حضرت کا پروگرام بھی اس مدرسے میں کرایا تھا، اس دیرینہ تعلق کی بنیاد پر حضرت والا کی خواہش تھی کہ وہاں پر چلا جائے مفتی عبد الغفار صاحب برادر مفتی محمد اختر صاحب نے ایک اسٹیج لگا کر مختصر سا پروگرام بھی منعقد کیا تھا ہم لوگ عصر سے پہلے حاضر ہوئے چائے وغیرہ سے فارغ ہو کر نماز عصر ادا کی گئی۔ یہاں حضرت والا کا مختصر مگر جامع خطاب ہوا، اس میں حضرت نے مفتی صاحب سے اپنا تعلق ان کی رحلت پر اظہار رنج اور حاضرین جو کہ مفتی صاحب کے گاؤں کے باشندے تھے ان کو مدرسے کے ذمہ داری سنبھالنے اور اس دینی کام میں بھرپور تعاون کرنے کی ترغیب دیا۔ دعا ملاقات کے بعد وہاں سے اگلی منزل عارف بھائی کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

☆☆☆

☆☆☆☆

مفتی عبدالہادی صاحب قاسمی اعظمی استاذ مدرسہ ہذا

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات

کفر کی ظلمت جس نے مٹائی دین کی دولت جس نے لٹائی
لہرایا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
راہ میں کانٹے جس نے بچھائے گالی دی پتھر برسائے
اس پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم
بزم ملل تھی نظم سے خالی بکھرے ہوئے تھے حق کے لآلی
اس نے کیے سب آ کے منظم صلی اللہ علیہ وسلم
وہم کی ہر زنجیر کو توڑا رشتہ ایک خدا سے جوڑا
کفر کی محفل کر دی برہم صلی اللہ علیہ وسلم

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت نسل انسانی کو تباہ و برباد کرنے والے ماحول میں ہوئی لوگ تباہی کے دہانے پر تھے جھوٹی ذلت وشرم کی وجہ سے بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے مؤرخین نے زمانہ جاہلیت کی تاریخ لکھنے کی کوشش کیا حالات نگاروں نے اس وقت کے حالات کا احاطہ کرنا چاہا لیکن اہل عرب کی تباہی و بربادی کا حقیقی نقشہ نہیں کھینچ سکے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں زمانہ جاہلیت کے حالات کو بیان کیا: وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا. [سورۃ آل عمران:۱۰۳] اور تم تو آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچالیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور امت کی مثال دے کر فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ أُمَّتِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَجَعَلَتِ الدَّوَابُّ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيهِ، فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ، وَأَنْتُمْ تَقَحَّمُونَ فِيهِ ." [صحیح مسلم/کتاب الفضائل/حدیث:۵۹۵۵]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اور میری امت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ روشن کی تو حشرات الارض اور پتنگے اس آگ میں گرنے لگے۔ تو میں تم کو کمر سے پکڑ کر روکنے والا ہوں اور تم زبردستی اس میں گرتے جارہے ہو۔''

آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے انداز بدل بدل کر لوگوں کو عقیدہ توحید سمجھایا یہاں تک کہ اہل عرب ایک خدا کے پرستار ہو گئے زندگی گزارنے کا طریقہ اور سلیقہ ملا زندگی میں بہار آ گئی۔

محمد مصطفیٰ آئے زمانے میں بہار آئی زمین کو چومنے جنت سے خوشبو بار بار آئی
جناب آمنہ کا چاند جب چمکا زمانے میں قمر کی چاندنی قدموں پے ہونے کو نثار آئی

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے احسانات میں سے ایک عظیم احسان یہ ہے کہ آپ نے عقیدۂ توحید کی نعمت سے سرفراز کیا لوگ عقیدہ کے اعتبار سے انتہائی پستی کی طرف جا چکے تھے آپ نے عقیدۂ توحید قرآنی آیات سنا کر لوگوں کو سمجھایا: ''اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ''. [سورۃ البقرۃ:۲۵۵]

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ۔ [سورۃ الدخان:۸] وہ تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے۔

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ-وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ. [سورۃ الانعام:۱۷] اور اگر اللہ تجھے کوئی برائی پہنچائے تو اس کے سوا اس برائی کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر اللہ تجھے بھلائی پہنچائے تو وہ ہر شے پر قادر ہے۔

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ [سورۃ البقرۃ:۱۱۶] سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔ آپ کے عظیم احسان کے صدقہ طفیل مسلمان ایک اللہ کا پرستار ہوا اس کے سامنے جبین نیاز خم کرنے والا ہوا آپ کے احسانات میں سے ایک احسان وحدت انسانی کا تصور ہے آپ جس ماحول میں تشریف لائے یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا اور چہیتا کہتے تھے۔ ''وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ''۔ [سورۃ المائدۃ:۱۸] اور یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا: ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ کوئی مستقل حاکم تھا کوئی مستقل محکوم کوئی اعلیٰ تھا کوئی ادنیٰ قبیلوں اور خاندانوں میں لوگ بٹے ہوئے تھے آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ پیغام سنایا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا-اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ-اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (سورۃ الحجرات:۱۳)

اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں بانٹ دیا تا کہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبر دار ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے تاریخی خطبہ دیا آپ نے ارشاد فرمایا: یَا أَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّکُمْ وَاَحِدٌ اِنَّ اَبَاکُمْ وَاحِدٌ کُلُّکُمْ من آدَمُ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاکُمْ لَیْسَ لِعَرَبِیٍّ وَلَا عَجَمِّیٍ فَضْلٌ اِلّا بِالتَّقْوٰی. (کنز العمال)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے سب حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے پیدا کیے گئے ہو آدم علیہ الصلوۃ والسلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے تم میں سب سے زیادہ معزز اللہ تعالی کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں ہوگی مگر تقوی کی وجہ سے- آپ علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ آپ کی بزم میں کوئی حبشہ سے آیا تھا کوئی روم سے آیا تھا کوئی فارس سے آیا تھا لیکن آپس میں سارے صحابہ بھائی بھائی ہو گئے خاندان اور قبیلہ کی وجہ سے کوئی اپنے کو افضل اور برتر نہیں سمجھتا تھا۔

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ آپ نے انسانیت کا احترام اور اس کی قدر و قیمت کا سبق دیا اہل عرب کے یہاں درختوں اور بعض جانوروں کی قدر تھی لیکن انسانوں کی کوئی قدر نہیں تھی آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے انسانیت کی قدر لوگوں کو سکھلایا کبھی اللہ تبارک وتعالی کا یہ پیغام لوگوں کو سنایا: ''هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا''۔ [سورۃ البقرۃ:۲۹] وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے بنایا۔ وَ لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ وَ حَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَ فَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا. (سورۃ بنی اسرائیل:۷۰)

اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور انہیں خشکی اور تری میں سوار کیا اور ان کو ستھری چیزوں سے رزق دیا اور انہیں اپنی بہت سی مخلوق پر بہت سی برتری دی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو اللہ تعالیٰ کا کنبہ قرار دیا فرمایا: ''عَنْ أَنَسٍ وَعَبْدِاللهِ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

"اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ، فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلَى عِيَالِه". [رواہ البیہقی رقم الحدیث:۲۶۸] اللہ کو سب سے پیارا وہ بندہ ہے جو اس کی مخلوق کے ساتھ احسان کرے حضرت انس اور حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے پس اللہ کو اپنی ساری مخلوق میں زیادہ محبت اُن بندوں سے ہے جو اس کی عیال کے ساتھ احسان کریں۔

ایک جگہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے: ''قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: '' الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ'': رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، تم لوگ زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے احسانات میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ آپ نے انسانوں سے مایوسی کی کیفیت کو دور کیا توبہ کے اتنے فضائل بیان کیا لوگ گناہ چھوڑ کر توبہ کرنے لگے کبھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ پیغام سنایا: ''قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ—اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا—اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ'': [سورۃ الزمر:۵۳]

آپ کہہ دیجئے! اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

کبھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ پیغام سنایا: ''وَ سَارِعُوا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ—اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ'': [سورۃ آل عمران:۱۳۳] اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی وسعت آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ وہ پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے احسانات کا تقاضہ ہے کہ ہم آپ کی غلامی کریں آپ کی غلامی کو اپنے لئے قابل فخر سمجھیں۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے اگر ہو اس میں خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

مولانا اسعد اللہ سہیل الاعظمی استاذ مدرسہ ہذا

روداد ۸۴ رواں جلسہ سالانہ

دنیا کے کسی بھی خطے میں اگر آج بھی ایمان کی خوشبو مہکتی ہے، قرآن کی روشنی دلوں کو منور کرتی اور سیرتِ محمدی ﷺ کے پیغام کی تازگی انسانیت کو زندگی بخشتی ہے، تو یہ دراصل دینی مدارس و مکاتب کی شبانہ روز محنت اور ان کے مثالی نظامِ تعلیم کا ثمر ہے۔ یہ ادارے محض عمارتوں کا نام نہیں بلکہ وہ چراغ ہیں جو صدیوں سے نسلوں کے عقیدہ و اخلاق کی آبیاری کرتے رہے ہیں۔ ان کی بنیاد خود رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں دارِ ارقم اور مدینہ میں صفہ کی بابرکت درسگاہ سے رکھی، جہاں سے علم و ہدایت کا وہ کارواں چلا جو آج تک رکا نہیں بلکہ ہر دور میں نئی وسعت اور تازگی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا رہا۔

برصغیر کی سرزمین نے بھی اس قافلہ علم کا والہانہ استقبال کیا۔ غلامی اور تاریکیوں کے دور میں علمائے ربانیین نے یہاں دین کے چراغ ایسے استقامت اور جرأتِ ایمانی کے ساتھ روشن کیے کہ تاریخ ان کی قربانیوں پر ناز کرتی ہے۔ انہی اکابر نے مدارس کا وہ مضبوط، زندہ اور تابندہ نظام قائم کیا جس نے نہ صرف دین کی حفاظت کی بلکہ اسلامی تہذیب کی شناخت کو بھی بحال رکھا۔

انہی درخشاں چراغوں میں سے ایک نمایاں چراغ مشرقی یوپی کی عظیم دینی درسگاہ مدرسہ اسلامیہ عربیہ بیت العلوم سرائے میر ہے۔ اس ادارے کا سنگِ بنیاد تقریباً 98 برس قبل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوریؒ نے اپنے شیخ کے حکم پر 3 ربیع الاول 1349ھ/28 جولائی 1930ء بروز دوشنبہ کو رکھا۔ سرائے میر کی عیدگاہ کے پہلو میں لگایا گیا یہ ننھا پودا آج علم و عرفان کا ایک تناور، سرسبز اور سایہ دار شجر بن چکا ہے۔

بیت العلوم آج صرف ایک مدرسہ نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی، فکری اور علمی وقار کا مرکز ہے۔ یہاں سے ہر سال ایسے علما، خطبا، ادبا، حفاظ اور مفتیانِ کرام تیار ہو کر نکلتے ہیں جو دین کی خوشبو اور اسلامی تہذیب کا پیغام دنیا کے مختلف خطوں میں پھیلاتے ہیں۔ ان کی سیرت کی پاکیزگی، گفتار کی صداقت اور خدمتِ

دین کا جذبہ اس درسگاہ کی برکت اور کامیابی کا روشن ثبوت ہے۔

ہر تشنہ لب کے واسطے بحر العلوم ہوں
بیت العلوم ہوں، ہاں میں بیت العلوم ہوں

مدرسہ آغاز ہی سے اپنے مشن میں عمل پیرا ہے طالبانِ علومِ نبویہ کی علمی پیاس بجھانا، عوام کے دلوں میں ایمانی حرارت جگانا، بگڑے ہوئے سماج کی اصلاح کرنا اور ایسی پرسکون فضا قائم کرنا جس میں انسان انسان کا حقیقی خیر خواہ بن سکے۔ انہی بلند مقاصد کے تحت ہر سال مدرسہ کا عظیم الشان اجلاس منعقد ہوتا ہے، جس کے اسٹیج کو ابتدا ہی سے حق کا ترجمان اور باطل شکن منبر کا درجہ حاصل ہے اس کی ایک تابناک روایت ہے اور اس روایت کو زندہ رکھتے ہوئے اس سال 84 واں سالانہ اجلاس مورخہ 26/27 نومبر (5/6 جمادی الثانی) بروز بدھ و جمعرات خانوادہ غنی پھولپوری کے چشم و چراغ، جانشینِ محسنِ امت حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم (ناظمِ اعلیٰ و شیخ الحدیث، مدرسہ ہذا) کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔

اس اجلاس میں ملک کے نامور علمائے کرام نے شرکت فرمائی اور قرآن و حدیث کی روشنی میں ایمان افروز اور بصیرت انگیز خطابات کیے۔ اس اجلاس کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ رہی کہ نہ صرف اطراف کے علاقے کی عوام بلکہ بمبئی، دہلی، حیدرآباد، بنگلور، آسام، بنگال، کلکتہ اور یوپی کے مختلف اضلاع سے ہزاروں محبین، متوسلین، علما، اساتذہ، ائمہ کرام، طلبہ اور کارکنان نے بھرپور تعداد میں شرکت کی۔ روحانی کیفیت، نورانی فضا اور ایمان افروز ماحول ایسا تھا کہ ہر دل روشن، ہر نظر منور اور ہر روح مطمئن نظر آرہی تھی۔ واقعی:

مٹ گئیں تاریکیاں اور دل منور ہوگئے
ہر طرف بس ضوفشاں ہیں جلسہ بیت العلوم

جو حضرات کسی مجبوری یا عذر کی وجہ سے اس بابرکت محفل میں شریک نہ ہو سکے، ان کے شوق اور تشنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مختصر مگر جامع روداد فیضانِ اشرف میں پیش ہے تاکہ اس اجلاس کی علمی لذت اور فکری خوشبو ان تک بھی پہنچ سکے۔

پہلی نشست:

اس روح پرور اجلاس کی پہلی نشست بروز بدھ صبح ۸:۳۰ بجے شروع ہو کر ۲:۴۵ تک جاری رہی۔ جس میں اولاصفۃ الصالحات کی بچیوں نے اپنا ثقافتی پروگرام پیش کیا جس میں نعتیں، نظمیں، ترانیں اور مکالمے پیش کیے گئے۔ بعدہ علماء کرام کے بیانات کا آغاز ہوا جس کی نظامت کے فرائض مفتی شاکر نثار قاسمی مدنی نے انجام دئے، تلاوت قاری عبیدہ نے پیش کی اور نعت نبی بدر الکونین نے گنگنائی۔ بعدہ مولانا محمود اسعد مدنی صاحب کو دعوت خطابت دی گ ء۔ مولانا محترم نے خواتین اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اللہ ربّ العزت نے انسان کو اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے ایسی نعمتیں جنہیں انسان چاہے بھی تو گن نہیں سکتا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ''وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا'': یعنی اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے۔

رسولِ کریم ﷺ نے نہ صرف ان نعمتوں کی حقیقت سے ہمیں آگاہ فرمایا بلکہ یہ بھی سکھایا کہ ان نعمتوں کی قدر کیسے کی جائے، اور انہیں کس طرح صحیح مصرف میں استعمال کیا جائے۔ آج بدقسمتی سے بہت سے لوگ دین اور دنیا کو دو الگ خانوں میں تقسیم کرتے ہیں، حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے ہماری دنیا ہی کو ہمارا دین بنا دیا۔ آپ ﷺ نے زندگی کے ہر گوشے کو عبادت کا رنگ دے کر یہ واضح کر دیا کہ اسلام ایک مکمل لائف اسٹائل ہے۔

لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم رسولِ کریم ﷺ کے اس جامع اور متوازن طریق زندگی کو اپنائیں، اپنی زندگی کے انداز کو بدلیں، اور ہر عمل کو سنت کے سانچے میں ڈھال کر اپنے دین و دنیا دونوں کو سنواریں۔ بعدہ اسرار دیوریا متعلم مدرسہ ہذا نے بیٹی کی عظمت پر جاندار نظم پیش کی۔ اس کے بعد مولانا محبوب عالم صاحب قاسمی کرسی خطابت پر جلوہ افروز ہوئے اور خواتین و حضرات سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ''ہمارا سماج ایک ایسی پستی کی طرف بڑھ رہا ہے جس کی مثال مشکل ہے۔'' آپ نے فرمایا کہ جیسے گوشت جب سڑ جاتا ہے تو اس میں شدید بدبو پیدا ہو جاتی ہے، جب کہ آلو اور پیاز خراب ہوں تو ان میں اتنی بدبو نہیں ہوتی - اسی طرح اللہ کی تخلیق میں سب سے اعلیٰ، سب سے حسین، سب سے مکرم اور سب سے

اشرف مخلوق انسان ہے۔ جب یہ انسان بگڑتا ہے تو اس کی بدبو، اس کا فساد، اس کا اثر پورے معاشرے کو آلودہ کر دیتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: ''لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ'': یعنی ہم نے انسان کو بہترین ساخت اور حسین سانچے میں پیدا کیا۔ لیکن افسوس! آج یہی انسان اپنی اصل سے دور ہو کر وہ کردار اختیار کر رہا ہے جو اسے سب سے رذیل اور سب سے گھٹیا درجے تک لے جا رہا ہے۔

''مولانا نے درد بھری آواز میں کہا: ''ہم نے اپنے بچپن میں کبھی یہ نہیں سنا تھا کہ مسلم بچیاں دین سے پھر رہی ہیں... لیکن آج ہماری بچیاں نہایت تیزی کے ساتھ مرتد ہو رہی ہیں۔ آخر اس زبردست انحراف اور تباہ کن تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟ اس کے بعد مولانا ابو طالب صاحب رحمانی کو آواز دی گئی مولانا نے اپنے پرجوش خطاب میں فرمایا:

اسلام دینِ فطرت ہے ایک ایسا دین جو اپنے ماننے والوں کی عزت، قدر، ضرورت اور فطری تقاضوں کا بھرپور لحاظ رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ باپ صرف ایک نام نہیں، بلکہ ذمہ داری کا عنوان ہے۔ باپ ہونے کا مطلب ہے کہ وہ اپنی اولاد کی ضرورتوں، تربیت، اخلاق اور مستقبل کا پورا خیال رکھے۔ اسی طرح شوہر کا لفظ بھی محض ایک رشتہ نہیں، بلکہ ایک مضبوط سہارا، شفقت، محبت اور بے لوث حفاظت کا نام ہے۔ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بیوی کا ہر حال میں پاس ولحاظ رکھے، اس کی عزت کرے، اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی جانے۔ مولانا نے نہایت حکمت بھرے انداز میں فرمایا کہ: ''ہماری اور آپ کی زندگی کے تقاضے کیا ہیں؟ ہماری حقیقی ضرورتیں کیا ہیں؟''

انہوں نے وضاحت کی کہ دنیا میں کل بارہ تہذیبیں تھیں، مگر وقت کے بے رحم بہاؤ میں صرف چار تہذیبیں باقی رہ گئیں، اور اسلام نے ان چاروں کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لی ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ انسان کی ضرورتیں صرف کھانا، پینا، رہائش اور پوشاک نہیں ہیں، بلکہ انسان کو ایک اور اہم غذا کی حاجت ہے جسے اکثر لوگ بھول جاتے ہیں، اور وہ ہے: روح کی غذا۔

روح کے سکون، اطمینان اور پاکیزگی کے لیے انسان کو دین کی ضرورت ہے، عبادت کی ضرورت ہے، قرآن کی ضرورت ہے، نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کی ضرورت ہے، اور ایک مضبوط روحانی

نظام کی ضرورت ہے۔انہوں نے مزید فرمایا: جس جسم کو غذا نہ ملے وہ کمزور ہو جاتا ہے، لیکن جس روح کو دین کی غذا نہ ملے وہ اندھیری، بے چین، مضطرب اور بھٹکتی ہوئی پریشان ہو جاتی ہے۔اسی لیے اسلام اپنے ماننے والوں کو محض ظاہری زندگی نہیں دیتا بلکہ ظاہر و باطن دونوں کو سنوارتا ہے، دل کو نور دیتا ہے اور کردار کو عظمت عطا کرتا ہے۔آخر میں مولانا نے نہایت درد کے ساتھ کہا: ہمارے معاشرے میں بگاڑ کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کی ضرورتوں کو تو پہچان لیا، مگر دین کی ضرورتوں کو فراموش کر دیا۔آج وقت کا تقاضا ہے کہ ہم خود بھی دین کی طرف لوٹیں اور اپنی نسلوں کو بھی دین کا مضبوط سہارا دیں۔اس نشست کے اخیر مقرر مولانا شاہ مفتی احمد اللہ صاحب پھولپوری تھے آپ نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا: آج ہمارا حال یہ ہے کہ ہم پوری طاقت صرف دنیا بنانے میں لگا رہے ہیں، مگر دین کی فکر ہمارے دلوں سے رخصت ہوتی جا رہی ہے۔

آپ نے کہا کہ ایک اچھا اور مضبوط معاشرہ تب ہی وجود میں آتا ہے جب دین اور دنیا دونوں کو ساتھ لے کر چلا جائے۔صرف دنیا کی فکر انسان کو خالی اور کمزور بنا دیتی ہے، جبکہ دین کے بغیر خاندانوں، نسلوں اور معاشروں کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔مولانا نے خاص طور پر والدین کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: اپنے بچوں کی دینی تربیت کیجیے۔انہیں نماز کا پابند بنایئے۔قرآن کی تلاوت کی عادت ڈالئے۔آپ نے تاکید کی کہ بچوں کی تربیت محض نصیحتوں سے نہیں ہوتی، بلکہ سب سے مؤثر طریقہ یہ ہے کہ والدین خود ان اعمال پر قائم ہوں۔جب آپ خود نماز پڑھیں گے، قرآن کی تلاوت کریں گے، دین پر استقامت دکھائیں گے تو ان شاء اللہ آپ کے بچے اور بچیاں بھی آپ ہی کو دیکھ کر دین پر چلنا سیکھیں گے۔یاد رکھیں نسلیں زبان سے نہیں کردار سے تربیت پاتی ہیں۔اگر گھر کے اندر دین زندہ ہو، عبادت کا ماحول ہو، اخلاق کی خوشبو ہو تو اللہ کے فضل سے گھروں میں خیر بھی آئے گی اور معاشرہ بھی سنورے گا۔

حضرت مفتی صاحب کی دعا پر اس نشست کا اختتام ہو گیا۔اس اجلاس میں اندازے کے مطابق 8 ہزار سے 10 ہزار خواتین اسلام نے شرکت کی۔ (جاری.....)

مفتی عبدالہادی صاحب قاسمی اعظمی صاحب استاذ مدرسہ ہذا

دینی مسائل

سوال: تجہیز وتکفین کا حکم کیا ہے؟

الجواب: غسل دینا، کفن دینا، نماز جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا یہ سب فرض کفایہ ہے یعنی اگر چند لوگ بھی ان امور کو انجام دے دیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی ان امور کو انجام نہ دے تو سب کے سب گنہگار رہوں گے۔ [الدر المختار مع الشامی ۳/۱۰۲، فتح القدیر ۲/۱۷۶ البحر الرائق ۲/۱۷۳]

سوال: کس رنگ کا کفن بہتر ہے؟

الجواب: سفید کپڑا کفن کے لیے سب سے بہتر ہے البتہ نیا یا پرانا دھلا ہوا سب برابر ہے۔

[بدائع الصنائع ۲/۳۹، البحر الرائق ۲/۱۷۶، شامی ۳/۱۰۰]

سوال: مرد کا مسنون کفن کیا ہے؟

الجواب: مرد میت کے لئے شرعاً تین کپڑے مسنون ہیں (۱) کرتا (۲) ازار (۳) لفافہ، ازار لفافہ سے چھوٹی چادر کا نام ہے، جو سر سے پاؤں تک ہوتی ہے۔ اور لفافہ سب سے بڑی چادر کا نام ہے، جس میں میت کو لپیٹ کر گرہ لگائی جاتی ہے۔ [شامی ۳/۹۵، الفتاوی الہندیہ ۱/۱۶۰، البحر الرائق]

سوال: عورت کا مسنون کفن کیا ہے؟

الجواب: عورت کے کفن کے مسنون کپڑے پانچ ہیں: (۱) ازار (۲) لفافہ (۳) قمیص بغیر آستین اور کلی کے (۴) سینہ بند پستانوں سے رانوں تک (۵) خمار (سر بند تین ہاتھ لمبا) خلاصہ یہ کہ تین کپڑے تو وہی ہیں جو مرد کے ہیں اور دو کپڑے یعنی سینہ بند اور سر بند زائد ہے۔ [شامی ۳/۹۶ الفتاوی الہندیہ، ۱/۱۶۰ بہشتی زیور ۲/۷۸]

سوال: عورت کا کفن کفایت کیا ہے؟

الجواب: اگر عورت کو پانچ کپڑوں میں نہ کفنایا جائے بلکہ فقط تین کپڑوں میں کفنایا جائے ایک ازار

دوسرے چادر تیسرے سر بند تو بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے۔

[شامی ۳/ ۹۷، حاشیۃ الطحطاوی ۳۱۶/ الفتاوی التاتارخانیہ ۲/ ۱۴۵]

سوال: مرد کا کفن کفایت کیا ہے؟

الجواب: مرد کے کفن کفایت میں اگر صرف دو کپڑے ہوں یعنی ازار اور لفافہ تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے اس کو کفن کفایت کہا جاتا ہے۔[شامی ۳/ ۹۷، حاشیۃ الطحطاوی ۳۱۶/ الفتاوی التاتارخانیہ 2 /145]

سوال: مرد اور عورت کے لئے کفن مکروہ کتنا کفن ہے؟

الجواب: مرد کو دو کپڑوں سے کم میں کفن دینا اور عورت کو تین کپڑوں سے کم میں کفن دینا مکروہ ہے الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔[شامی ۳/ ۹۸، الفتاوی التاتارخانیہ ۲/ ۱۴۶، بہشتی زیور ۲/ ۵۶]

سوال: مرد کو کفنانے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب: مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھائیں پھر ازار اس کے بعد کرتا پھر مردے کو اس پر لیٹا کر پہلے کرتا پہنا دیں پھر ازار لپیٹ دیں اس طرح کے پہلے بائیں طرف لپیٹا جائے پھر دائیں طرف تاکہ داہنی طرف اوپر رہے پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف پھر کسی پٹی وغیرہ سے پیر اور سر اور کمر کے پاس سے کفن باندھ دیں تاکہ راستے میں کھل نہ جائے۔

[الدر المختار ۳/ ۹۸، حاشیۃ الطحطاوی ۳۱۶ بدائع الصنائع ۲/ ۴۰]

سوال: عورت کو کفنانے کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب: عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر یعنی لفافہ بچھائیں اس کے بعد سینہ بند رکھیں اس کے اوپر ازار پھر قمیض مردے کو کفن پر لے جا کر پہلے کرتا پہنائیں اور سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دیں ایک حصہ داہنی طرف ایک حصہ بائیں طرف اس کے بعد سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں اس کو نہ باندھیں نہ لپیٹیں پھر ازار لپیٹ دیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف اس کے بعد سینہ بند لپیٹ دیں پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف اس کے بعد پیر سر اور کمر کے پاس سے کفن کو پٹیوں سے باندھ دیں تاکہ ہوا وغیرہ سے راستے میں کھل نہ جائے۔[لفتاوی الہندیہ ۱/ ۱۶۱، شامی ۳/ ۹۹، الفتاوی التاتارخانیہ ۱/ ۱۴۷]

﴿خبرنامہ﴾ مولانا محمد ثاقب قاسمی صاحب استاذ مدرسہ ہذا

شب و روز مدرسہ

حفظ پلس جونیر ہائی اسکول کے دو بچوں نے کیا حفظ مکمل:

مدرسہ ہذا میں جونیر ہائی اسکول کے دو بچوں کے تکمیل حفظ کی دعائیہ مجلس بتاریخ 9 نومبر 2025ء بروز یکشنبہ زیر صدارت پیر طریقت عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم منعقد ہوئی، احمد زبیب ولد محمد طلحہ پورہ ناظر، محمد عمیر ولد شہاب الدین پرسہاں نے ناظم اعلیٰ صاحب کے روبرو حفظ کی تکمیل کیا، اس کے بعد امسال تکمیل حفظ کرنے والے 5 بچوں احمد زبیب ولد محمد طلحہ پورہ ناظر، محمد عمیر ولد شہاب الدین پرسہاں، محمد امان رسول پور سرائے میر، محمد عبداللہ بستی سرائے میر، عبید الرحمٰن سرائے میر، کی دستار بندی ہوئی۔

حضرت ناظم اعلیٰ صاحب نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے اس کا فضل ہے، اساتذہ کی محنتیں ہیں، ہمارے اکابرین کی دعائیں اور ان کی نیک نیتی کا ثمرہ ہے، بانی مدرسہ رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ سے تعلق اور جو محبت تھی اس کا وہ ثمرہ ہے، اگر آپ اسباب کے درجے میں دیکھیں تو یہاں چیزیں اتنی مہیا نہیں ہیں جتنی ہونی چاہیے، لیکن پھر بھی اللہ کا شکر ہے اصل چیز تعلیم ہے اور تعلیم کے میدان میں بیت العلوم خوب ترقی کر رہا ہے، روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے، جو بچے آج حافظ ہوئے ہیں یہ سب اسکول کے بچے ہیں، شعبہ حفظ کے بچے نہیں ہیں، یہ بچے اسکول کی بھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ساتھ میں حفظ بھی کر رہے ہیں یہ تین سالہ کورس بنایا گیا ہے جو حفظ پلس کے بچے ہیں، وہ 6,7,8 کی یوپی بورڈ سے کتابیں بھی پڑھتے ہیں، جو بچے حافظ ہوئے ہیں ان کے بارے میں میں نے معلوم کیا تو ایک بچہ 12 مہینے میں حافظ ہوا ہے ماشاء اللہ اور دوسرا بچہ 16 مہینے میں حافظ ہوا ہے، یہ اللہ کا فضل اور انعام ہی کہا جائے گا، اور ہمیں اس پر اللہ کا خوب شکر ادا کرنا چاہیے، اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنا چاہیے، گھر والوں کو بھی خوب خوشی اور مسرت

کا اظہار کرنا چاہیے، اور جو لوگ عصری علوم کے نام پر دین سے دور ہو رہے ہیں ان کے لیے بھی بہت بڑا سبق ہے، کہ عصری علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کر سکتے ہیں، حافظ قران ہونا کوئی معمولی بات اور معمولی کام نہیں ہے، لیکن اللہ تعالی نے نوازا ہے کہ حافظ بھی ہو رہے ہیں اور ساتھ میں اسکولنگ بھی ان کی ہو رہی ہے۔

ایک بچے کے حفظ مکمل ہونے پر والد نے استاذ کو تحفے میں دیا موٹر سائیکل:

مدرسہ ہٰذا میں بتاریخ ۱۲/نومبر ۲۰۲۵ء بروز چہار شنبہ تکمیل حفظ کی دعائیہ مجلس زیر صدارت ناظم اعلیٰ مفتی محمد احمد اللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم منعقد ہوئی۔ جس میں 22 بچے تکمیل حفظ کی سعادت حاصل کئے، اس موقع پر صدر مجلس نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حفظ قرآن اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہے، حفظ قرآن کرنے میں بڑی مشقتیں اٹھانی پڑتی ہیں، صبح وشام یکسوئی کے ساتھ یاد کرنا پڑتا ہے، یہی محنت ایک دن رنگ لاتی ہے اور بچہ کم مدت میں حافظ قرآن ہو جاتا ہے، ایک بچے کے حافظ ہونے پر والد محترم نے استاذ کو موٹر سائیکل بطور ہدیہ پیش کیا، اور ہر بچے کو 2000 دے کر حوصلہ افزائی کی، نیز آج مسلمان اپنا وقت چوراہوں پر مجلس بازی میں گزار دیتا ہے، عشاء بعد بازاروں میں مسلمانوں کی مجلسیں زیادہ ہوتی ہیں، حالانکہ اللہ تعالی نے وقت قیمتی نعمت دیا ہے، چوراہوں کی زینت نہ بنیں، خالی وقت میں اللہ کا ذکر کریں، درود شریف کا ورد کریں، قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کریں، اپنی مسجدوں کو آباد کریں، دراصل اپنی تنہائیوں کو اللہ کی یاد میں مصروف رکھنا تھا اللہ اللہ کرنا تھا، اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرتے ہوئے مالک کے سامنے سربسجود ہونا تھا، لیکن ہائے افسوس کہ ہمارے گھر کے سرپرست حضرات بھی آج دنیا کی رنگینیوں میں لگ گئے، مجلسوں میں اچھے برے تذکرے ہوتے ہیں، سوائے اپنے نامہ اعمال سیاہ کرنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا، آپ جو راستہ اختیار کریں گے آپ کا بچہ بھی اسی راستے پر چلے گا، اپنے بچوں کو دیندار بنانے کے لئے خود دیندار بننا پڑے گا، اپنے بچوں کو دینی مجلسوں اور دیندار لوگوں اور مسجد کے امام سے تعلق قائم کرائیں، تاکہ بچوں پر بھی دین کا اثر ہو، روزانہ خود تلاوت کریں، گھروں میں سیرت کی کتاب پڑھیں، صبح سویرے اٹھیں، آج گھر کا ذمہ دار اور محلے کا ذمہ دار بگڑا ہوا ہے، وہ تمام فضول

کام کرے گا، تمام غیر شرعی کام کرے گا، اس کو دین کے احکامات یاد نہیں رہتے، وہ بس آزاد رہنا چاہتا ہے، اپنے بچوں کو صحیح جگہ پر تعلیم کے لیے پہنچانا تھا، اپنے گھر کی بیٹیوں کی خوب اچھی نگرانی کرنی تھی، اپنے بچوں کو وقت دینا تھا، لیکن ہم 10 بجے یا 12 بجے رات تک ٹہلتے گھومتے اور وقت ضائع کر رہے ہیں، باہر کنٹری سے آنے والے بھی اپنے والدین اور بیوی بچوں کو وقت نہیں دیتے، محفلوں اور مجلسوں میں وقت ضائع کر رہے ہیں رات میں سورہ واقعہ وغیرہ پڑھنے کا اہتمام کرتے، جو بھی آپ نیکیاں کریں گے اس میں آپ کا کوئی پاٹنر نہیں، چند دن کی مشقت کے بعد جو ثمرہ ملنے والا ہے وہ بہت ہی حسین اور خوبصورت ہے، اللہ نے فرمایا کہ آخرت میں جو تمہاری طبیعت کہے گی وہ سب چیزیں حاصل ہوں گی، متقین بندے کون ہیں؟ صالحین بندے کون ہیں؟ یہی ہیں جو اپنی زندگی کو با مقصد گزارتے ہیں، جن کا قرآن صحیح نہ ہو وہ قرآن کریم کی تصحیح کر لیں، اور جو قرآن اچھا پڑھتے ہوں تو خالی وقت میں ترجمہ پڑھ لیجیے، اس کی تفسیر پڑھ لیجیے، اس کی تشریح پڑھ لیجیے، شان نزول پڑھ لیجیے، تاکہ آپ کے علم میں اضافہ ہو، اللہ تعالی تمام حافظ قرآن بچوں کو کامیاب و کامران فرمائیں، آج ہماری صبح 10 بجے ہو رہی ہے تو بچے طلوع آفتاب اور نماز فجر کیا جانیں گے، آج بچے نافرمان ہو رہے ہیں، چوں کہ ہم اللہ کی نافرمانیوں میں مصروف ہیں، ہمارے گھروں سے دین تیزی سے نکل رہا ہے، دینی مراکز اور مدارس اسلامیہ کا خیال رکھیں، وہاں آمد و رفت اور علماء سے رابطہ رکھیں، اللہ والوں سے رابطہ رکھیں، یہ لوگ ہمارے محسن ہیں، ہمارے خیر خواہ ہیں ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیے، آج کی اس مجلس میں ابوبکر ولد عالمگیر سرائے میر، محمد افضل ولد اسرار احمد سرائے میر، محمد صادق ولد عزیر عالم پھولپور، محمد دانیال ولد حافظ محمد دانش سبحنی، عبداللہ ولد محمد خالد پارہ کمال، عبدالاحد ولد حسین احمد لپری، محمد ایوب ولد محمد ابراہیم احد پور، محمد اشرف ولد محمد الیاس ڈگڈگواں، محمد روشان ولد محمد عابد کھریواں، محمد انظر ولد محمد ظفر راجہ پور سکرور، محمد عمار ولد شہاب الدین مخدوم پور، محمد حارث ولد وہاج الدین رونا پار، محمد یاسر ولد فخر الدین کوئیلاڑی، محمد وقار ولد علاؤ الدین کھنڈورا، محمد عکرمہ ولد محمد عبداللہ بکھرا، محمد علی ولد محمد ثاقب بھرولی، محمد منہاج ولد عبدالرب سنجر پور، محمد عیان ولد فیضان احمد پھریہا، اسد اللہ ولد حافظ محمد حدیث ککر ہٹہ، ابوحنظلہ ولد ضمیر احمد سندری، سمیع اللہ ولد رفیع الدین جگدیش پور، ابوحمزہ ولد نوشاد احمد دیوگاؤں کل 22 بچوں نے حفظ قرآن کریم کی تکمیل کیا۔

جاری تعمیر رواق پھولپوری

مدرسہ اسلامیہ بیت العلوم سرائمیر کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور طلبہ علوم دینیہ کی جوق در جوق آمد کے سبب مدرسہ کی طویل عریض عمارت کے باوجود مزید تعمیرات کی شدید ضرورت پیش آگئی، اس لئے انتظامیہ نے توکلا علی اللہ ایک وسیع عریض عمارت کا منصوبہ بنالیا، چنانچہ حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد عبداللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم ناظم اعلیٰ مدرسہ ہذا نے ۲۴ رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۳ رمئی ۲۰۱۵ء یوم چہارشنبہ بعد نماز عصر اپنے دست مبارک سے ایک جدید عمارت کی بنیاد طلبہ واساتذہ مدرسہ اور دور قریب سے آئے محبین کی معیت میں رکھ دیا، اور اس جدید عمارت کو بنام ''رواق پھولپوری'' موسوم کر کے اسباب تکمیل کی سہولت اور خیر وبرکت کی دعا فرمائی الحمدللہ 220x50 کے طول وعرض پر مشتمل آراضی پر گیارہ کمرے 30x11 کے اور ۶ رکمرے 17x11 کے تعمیر ہورہے ہیں، یہ عمارت چار منزلہ تعمیر ہورہی ہے، ہر منزل پر ۱۲ غسل خانے اور ۲۴ بیت الخلاء تعمیر ہورہے ہیں، 30x11 کمرے کا صرفہ ساڑھے چار لاکھ اور 17x11 کا ڈھائی لاکھ کا تخمینہ فی الوقت ہے۔

صدقہ جاریہ میں حصہ لینے والوں کے لئے بہترین موقع ہے، اللہ تعالیٰ اہل اموال کو اپنا مال صحیح مصرف میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور پردۂ غیب سے تکمیل ''رواق پھولپوری'' کے اسباب مہیا فرمائیں۔ (آمین)

دارالمدرسین کے تعمیری منصوبے

دارالمدرسین کا مجوزہ خاکہ (68x68) جس کا مجموعی رقبہ 4800 اسکوائرفٹ ہے، اس چار منزلہ عمارت میں کل سولہ فلیٹ بنانے کا منصوبہ ہے، جس میں ایک فلیٹ تقریباً 1200 اسکوائرفٹ پر مشتمل ہے، فلیٹ کی ترتیب میں تین روم (11x13) ایک باورچی خانہ (8.50x8) ایک برآمدہ (9x15) کے علاوہ بیت الخلاء، غسل خانہ اور ایک چھوٹا اسٹاک روم شامل ہے۔ بفضلہ تعالیٰ ناظم اعلیٰ وشیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا شاہ مفتی محمد احمداللہ صاحب پھولپوری دامت برکاتہم نے اپنے دست مبارک سے ۱۰ رجمادی الاولیٰ ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۷ رجنوری ۲۰۱۹ء بروز پنجشنبہ ۱۱ بجے دن تکمیل قرآن پاک کی مجلس کے بعد اساتذۂ کرام اور محبین کی معیت میں دارالمدرسین کی بنیاد رکھا، جو جاری اور ساری ہے۔ اس تعمیری منصوبہ میں مصارف کثیرہ کی ضرورت ہے، اس لیے اہل خیر حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس صدقہ جاریہ میں خود اپنے اور اپنے آباء واجداد کے لیے حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرسکتے ہیں ''إنّ اللہ لایضیع أجر المحسنین'' اللہ تعالیٰ اس منصوبے کو بآسانی پائے تکمیل تک پہونچائے۔ (آمین)

Publication Date: 24-12-2025
R.N.I.No.UPURD/2000/2054
Postal Reg.No.AZM-04-2026-2028

Mob:0091+9936136854
web Site: www.phoolpuri.org
E-mail:baitululoom256029@rediffmail.com

FAIZAN-E-ASHRAF

MADRASA ISLAMIA ARABIA BAITUL-ULOOM, SARAIMEER
AZAMGARH-276305 (U.P.) INDIA

دین ودنیا کی بھلائی، اپنی اوراپنے خاندان کی اصلاح وتربیت کے لئے

دینی، تعلیمی، اخلاقی، تربیتی رسالہ

ماہنامہ فیضانِ اشرف

زرِسالانہ صرفہ -/250روپے

09936136854

کے قاری وممبر بنئے

زرسالانہ صرفہ مع رجسٹری-/700روپے

09415997184

خوشخبری

اب آپ سبھی حضرات اپنی امداد یا زکوٰۃ کی رقم مدرسہ میں آنلائن بھیج سکتے ہیں۔

Bank Account Details

MADRASA ISLAMIA ARABIA BAITULULOOM SARAIMEER

U.B.I. A/C NO.101-425301010022028, RTGS.IFSC.UBIN0542539

S.B.I. A/C NO. 11791928026, RTGS.IFSC.SBIN0011190

HDFC A/C No.50200075446090 IFSC CODE: HDFC00 02153

زر تعاون فیضان اشرف سالانہ	₹250	زر تعاون رجسٹرڈ ڈاک	₹700

www.phoolpuri.org baitululoom256029@rediffmail.com

فیضان اشرف رابطہ نمبر 09936136854 | اپنے زکوٰۃ وصدقات QR اسکین کرکے بھی بھیج سکتے ہیں۔

نوٹ: آپ حضرات اپنی رقم آنلائن بھیجنے کے بعد مندرجہ ذیل نمبر پر اس کی سلیپ واٹس ایپ کرکے اپنی رسید ضرور حاصل کرلیں۔

نائب ناظم صاحب 9451771278 | نائب ناظم صاحب 9451771279

Total Pages: 52